شاہ خراسان کی جانب

تاَلیف
آیۃ اللہ سید مرتضٰی مجتہدی سیستانی

ترجمہ
عرفان حیدر

امام منتظرؑ کی جانب

تالیف:...آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

ترجمہ:... عرفان حیدر

نظر ثانی: ....سلمان نامدار، سید محمد ساجد رضوی

کمپوزنگ:...سید شاذان حیدر، شایان حیدر

ڈیزائن:...اکمیر باقر خان، سجاد علی سروی

طبع:...دوّم

تاریخ طبع:...۹ دسمبر ۲۰۱۵ء

تعداد:...۱۰۰۰

قیمت:...۱۰۰

ناشر...جامعہ امام صادقؑ کوئٹہ

ایمیل: irfanhaider014@gmail.com

مؤلف کی ویب سائٹ

www.almonji.com email:info@almonji.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

آبروئے خاتم النبیین، کُنہ خلقت کونین، مادر سادات، ام ابیہا، شفیعۂ روز جزاء، سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۂ زہراء سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعداد و ارقام کے تناظر میں حضرت امام رضاؑ کا حرم[۱]

لوگ ہر دن جوق در جوق امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے شرفیاب ہوتے ہیں اور آپ کی اس مقدس بارگاہ سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جو خود کو پہلے سے زیارت کے لئے تیار کر کے خلوص دل سے آنحضرت کی نورانی بارگاہ میں قدم رکھتے ہیں اور کچھ دیگر کہ جو اس مرحلہ تک نہیں پہنچے، وہ اس مقدس مقام کی عظمت اور جذابیت سے متاثر ہو کر صفر سے آغاز کرتے ہیں اور اس راہ پر سفر کو جاری رکھ کر "ایک دلی" تک پہنچ جاتے ہیں۔

انسان اپنے دل کو کنٹرول کر کے عظیم معنوی مراحل تک پہنچ سکتا ہے اور حریم دل سے دوسروں کو نکال کر اپنے دل کو خدا کا حرم قرار دے کر اسے دوسروں کی محبت سے پاک کرے تا کہ مقام "رضا" تک پہنچ سکے کہ جو اہل دل کا بہترین مقام ہے۔ اس صورت میں خدا جس چیز سے راضی ہو وہ بھی اسی کو ہی پسند کرتا ہے چاہے وہ درد ہو یا درمان، وصال ہو یا ہجر۔ نہ صرف یہ کہ رضائے خدا پر راضی ہو بلکہ جو بھی وہ چاہے اس پر راضی ہو۔

۱۔ ہم یہاں چودہ معصومین علیہم السلام کی تعداد کے برابر ایک سے چودہ تک مطالب کو ارقام کے عنوان سے بیان کر رہے ہیں۔

یکی درد و یکی درمان پسندد   یکی وصل و یکی ہجران پسندد
من از درمان و درد و وصل و ہجران   پسندم آنچہ را جان پسندد

دوزیارت اوردوحرم[۱]

جواس مقام پر پہنچ جائیں وہ گویا دوبارہ متولد ہوئے ہیں۔کیونکہ انہوں نے چشم **بصیرت** اور سننے والے کانوں کو کھول لیا ہے اور نئی زندگی حاصل کرلی ہے اور اس طرح سے اپنے لئے دنیا و **آخرت** کی **سعادت** حاصل کرلی ہے۔ان کے پورے وجود میں نورانیت شامل ہوجاتی ہے اور انہوں نے یہ نور خاندان **نبوت** علیہم السلام سے حاصل کیا ہے۔صرف یہ ہی نہیں بلکہ جو چیز بھی نورافشانی کرتی ہے اسے یہ نور اہلبیت علیہم السلام کے انوار سے حاصل ہوتا ہے۔حتی کہ نور کے دو چشموں[۱] کی نورافشانی کا سرچشمہ بھی انہی **ذوات** مقدسہ کے وجود کا نور ہے۔آسمان کی بلندیوں میں چمکنے والے دو بھائی[۲] بھی اپنی چمک اسی خاندان کے در سے حاصل کرتے ہیں۔

یہ خاندان نور اور روشنائی کا منبع ہے اور جب اہلبیت علیہم السلام کی حکومت کا زمانہ آئے گا تو دنیا سے ظلمت و تاریکی کا قلع قمع ہوجائے گا اور روز و شب امام زمانہ ارواحنا فداہ کے انوار سے روشن ہوں گے۔یہ خاندان نہ صرف نور اور روشنائی کا منبع ہے بلکہ یہ ہر خیر اور خوبی کا اساس بھی ہے۔اگر سب مل کر بھی اس خاندان کے فضائل و مناقب بیان کریں یا لکھیں تو یہ صرف ان مقدس ہستیوں کے بحر معارف کے دو بیت سے زیادہ نہیں ہوگا۔[۳]

۱۔دو چشمے یعنی چاند اور سورج۔

۲۔قطب شمال میں دو درخشاں ستارے کہ جنہیں عربی میں فرقدان کہا جاتا ہے۔

۳۔دو بیت یعنی چار مصرعے

اب اصل نور اوراس خاندان کے معارف کے سمندر سے نکل کر دو زیارت اور دو حرم کی شرح کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انسان اپنی پاک دلی کی وجہ سے آنحضرت کے حرم مطہر میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے عرشی وجود کی زیارت کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انسان دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنے اور حرم خدا یعنی حریم دل سے اغیار کو نکالنے اور انسان کے دل پر امام رضا علیہ السلام کے نور کی تجلی سے وہ حرم کے باہر کہیں اور بھی آنحضرتؑ کی زیارت کرے۔ ایسے حالات عام طور پر مکاشفہ ہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مشاہدہ ہو۔

البتہ جیسا کہ ہم نے کہا کہ جو بھی امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو، وہ آنحضرتؑ کے لطف وعنایت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

موالید ثلاثہ[1]

خاندان نبوت علیہم السلام کی ولایت وسرپرستی سے انسان ہی نہیں بلکہ کائنات میں آسمان کی بلندیوں اور زمین کی تہہ میں موجود ہر مخلوق آگاہ ہے۔ بلکہ موالید ثلاثہ بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ خاندان وحیؑ نے اس نکتہ کے ذریعہ کہ ان کی ولایت کائنات کی تمام مخلوقات پر پیش کی گئی ہے، جمادی، نباتی وحیوانی شعور، جمادات اور خود نباتات وحیوانات کو بھی بیان کیا۔ اگرچہ زمانہ غیبت (دور حاضر) کے دانشوروں نے پانی اور دوسری چیزوں کو سمجھ پائے ہیں اور اب تحقیق وجستجو کر رہے ہیں۔

۱۔ نباتات، حیوانات اور انسان۔

اب بعض لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں موالید ثلاثہ کی زیارت کو جانتے ہیں اگرچہ وہ اس کی جانب متوجہ نہ ہوں۔ہم بحث کے طولانی ہونے کے خوف سے انہیں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔لیکن اس لئے کہ زیارت کے وقت زیادہ سے زیادہ خلوص پیدا ہو،اس نکتہ کو بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان حلال طریقے سے حاصل کئے جانے والے لباس کے ساتھ حضرت امام رضا کی زیارت سے شرفیاب ہوتا ہے اور وہ لباس اپنے جمادی شعور کی وجہ سے خود اس انسان کہ جس کی فکر منتشر اور پراکندہ ہے، کی بنسبت حضرت امام رضا علیہ السلام کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔

کیا یہ صحیح ہے کہ ہمارے شعور اور روح کے مالک ہونے کے باوجود ہمارا لباس اپنے جمادی شعور کی بناء پر امام کی طرف زیادہ متوجہ ہو؟

یہ صحیح ہے کہ مکمل حالت حضور خدا کے حقیقی اور برگزیدہ افراد اور اولیاء الٰہی کا کام ہے اور وہی یہ حالت پیدا کر سکتے ہیں ان کہ جنہوں نے دنیا کو تین بار طلاق دی ہو۔لیکن اگر ہم بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم کی زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے آنحضرت کی عظمت و بزرگی کے بارے میں غور و فکر کریں اور یہ سوچیں کہ ہم کس بارگاہ میں قدم رکھنے جا رہے ہیں تو یقیناً یہ زیارت کی کیفیت پر اثر انداز ہوگا۔

ضریح کے چار گوشے

حضرت امام رضا علیہ السلام کی عظمت و بزرگی کو مد نظر رکھنے اور ان کے مقام ولایت پر غور کرنے اور ان کی نورانیت کی معرفت زائر کی کیفیت زیارت پر بڑا گہرا اثر ڈالتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایسے زائر کے لئے حضرت امام رضا علیہ السلام کا لطف و عنایت بے شمار ہو جاتا ہے کہ جس کا احصا کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرتؑ کا لطف و کرم بے حساب ہے۔

ان موارد میں زائر کی توجہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی عنایات کا سبب بنتی ہے۔ پھر نسب اربعہ[1] سے آگاہی کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ جس طرح علل اربعہ[2]، ارسطو اور دوسروں کے تمام اقوال کا کوئی مول نہیں رہ جاتا۔ خسرو پرویز کی مال و دولت اور رستم زال کی قوت و طاقت اس راہ کے لئے توشہ راہ نہیں بن سکتا اور وہ زائرین کے لئے حضرت امام رضا علیہ السلام کی لازوال عنایات کا سبب نہیں بن سکتا۔ بعض موارد میں امام رضا علیہ السلام کی پناہ میں آنے والوں کے پاس نہ تو نورانی دل ہوتا ہے اور نہ ہی علم و آگاہی اور نہ ہی ان کے پاس مال و زر ہوتا ہے اور نہ ہی کچھ اور، لیکن کریم امام حضرت رضا علیہ السلام اپنی مطلق ولایت کی بنیاد پر (کہ جو کسی قید سے مقید نہیں ہے) اور کسی حکمت کی وجہ سے (جسے وہ خود جانتے ہیں) ان کی دستگیری کرتے ہیں۔ وہ اپنے زائرین پر ایسا اثر کرتے ہیں کہ وہ ضریح کے چار کونوں کو عرش پر بیت المعمور کے چار کونوں کی طرح دیکھنے لگتا ہے اور اس طرح آپ سے ہم کلام ہوتا ہے کہ گویا

1۔ تساوی، عموم و خصوص مطلق، عموم و خصوص من وجہ، تباین

2۔ ارسطو نے علتوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے، علت فاعلی، علت غائی، علت مادّی اور علت صوری۔

آپ کو دیکھ رہا ہے۔تمام زائرین کوایسا کام کرنا چاہئے کہ وہ حضرت امام رضاعلیہ السلام کی مکمل عنایات اور توجہ کو جلب کرسکیں۔

انسان کے پانچ گنج

انسان کا وجود بے شمار قیمتی خزانوں سے سرشار ہے۔

رسول اکرم ؐ نے فرمایا:

" الناس معادن، كمعادن الذهب والفضة "[۱]

لوگ سونے اور چاندی کے خزانوں کی طرح خزانے ہیں۔

ہمیں وقت اور فرصت کے لمحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ خدا کی مدد، پنجتن پاک اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے متوسل ہو کر ان نعمتوں سے آگاہ ہونا چاہئے کہ جنہیں خداوند متعال نے ہمارے وجود میں قرار دیا ہے۔

ہمیں چار دن کی اس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اپنے حواس خمسہ کو کنٹرول میں کرنا چاہئے کہ جنہیں پانچ گنج کا نام دیا جاتا ہے اور انہیں خدا کی خوشنودی کے لئے استعمال کرنا چاہئے تا کہ ہم اپنے اندر چھپے ہوئے میں موجود خزانوں سے آگاہ ہوسکیں۔

یہ بھی صحیح ہے کہ تمام انسانوں کا باطن ایک جیسا نہیں ہوتا۔جس طرح ان کے ظاہر میں فرق ہوتا ہے اسی طرح ان کے باطن میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔جیسا کہ ضرب المثل بھی ہے کہ ''پنج انگشت برادر هستند اما برابر نیستند'' لیکن بہرحال ہر انسان میں پوشیدہ خزانے، باطنی

....

[۱] بحار الانوار:۶۱/ ۶۵،۱۰۶

حواس اور مخفی قوتیں موجود ہوتی ہیں کہ جنہیں پہچاننے اور ان سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ ان خزانوں کو نکالے اور ان قوتوں کو بیدار کرے اور ان کے حصول کا مقصد خدا کے دین کی مدد اور حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کو قرار دینا چاہئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت زائرین محترم کے لئے بہترین موقع ہے کہ وہ آنخضرتؑ سے اپنی باطنی قوتوں کی بیداری کو طلب کریں کہ وہ انہیں اپنے تمام وجود اور تمام تر ظاہری و باطنی توانائیوں کو انتظار کی راہ اور حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں کامیاب فرمائیں۔

قصر بادشاہی سے برتر

حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت سے جوق در جوق شرفیاب ہونے والوں میں صرف عالم خاک پر چلنے والے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ چھ سمتوں سے خدا کی مختلف مخلوقات مختلف آداب کے ساتھ حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتی ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جو کامل ایمان اور اپنی فکر پر مکمل کنٹرول کے ساتھ اپنے حواس کو جمع کر کے زیارت کرتے ہیں۔

بعض زائرین حضرت علی بن موسی الرضا علیہا السلام کی ضریح مطہر کے نزدیک ہونے میں شرم محسوس کرتے ہیں اور خود کو اس باعظمت مکان کے لائق نہیں سمجھتے اور ایک کونے میں بیٹھ

کر زیارت، نماز اور راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ حرم کے ہر حصے اور ہر کونے کو قصر شاہی سے افضل و برتر سمجھتے ہیں۔ بعض دوسرے زائرین ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ضریح مقدس تک ان کا ہاتھ نہ پہنچے تو وہ خود پر شرمسار ہوتے ہیں اور شرمندہ ہوتے ہیں کہ گویا ان کی زیارت بھی قبول نہیں ہوئی۔

بہت سے ایسے زائرین بھی ہیں کہ جو اپنے بیماروں کی شفایابی یا اپنی حاجات روائی کے لئے آتے ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام کا لطف و کرم اور مہربانی ان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ جس کے شکرانہ کے طور پر وہ صلوات و درود بھیجتے ہیں۔ یوں وہ اپنے مرجھائے ہوئے چہروں اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو خوش اور شادمان کرتے ہیں۔ پھر وہ جس جگہ اور جس دیار میں جائیں، وہاں حضرت امام رضا علیہ السلام کے معجزے کو بیان کر کے سب کو امام ہشتم علیہ السلام کی زیارت کے شیدائی بنا دیتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی مہر و محبت بھری نگاہ میں دونوں طرح کے لوگ شامل ہوتے ہیں اور وہ خلوص دل اور صدق نیت سے آنے والے زائرین کے دلوں کو نور سے منور کر دیتے ہیں۔

قبلۂ ہفتم

جی ہاں ہر دن دنیا کے (ہفت اقلیم) سے ہزاروں افراد قبلۂ ہفتم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں کہ جن کی تہذیب و تمدن، ثقافت اور آداب زیارت بھی مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن امام رضا علیہ السلام اپنی زیارت سے مشرف ہونے والے تمام زائرین پر شفقت و مہربانی اور

بزرگواری کی نگاہ ڈالتے ہیں ۔چاہے وہ آنحضرت کے ہمسایہ و جوار سے ہوں یا وہ سخت مشکلات کو برداشت کر کے دور دراز کا سفر طے کر کے سات سمندر پار کر کے آنحضرت کی زیارت کے لئے آئے ہوں۔

لیکن یہ واضح ہے کہ یہ سب برابر نہیں ہیں ۔یقیناً زیارت کے لئے شدید مشکلات اور تکالیف برداشت کر کے دور دراز کا سفر طے کر کے آنے والوں اور آرام وسکون سے حضرت امام رضاعلیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچنے والوں کے درمیان فرق ہے۔اگر چہ جن کی بھی زیارت کو آنحضرت قبول فرمائیں ان پر جہنم کے سات دروازے بند ہو جاتے ہیں اور وہ بہشت کے سات چشموں سے سیراب ہوں گے[1]۔

لیکن اس کے باوجود بھی وہ سب برابر نہیں ہیں اور جو ہر چیز سے دل کو موڑ کر اصحاب کہف[2] کی طرح بد عمل لوگوں سے برأت اور دشمنوں سے دوری کر کے خدا اور اہلبیت اطہار علیہم السلام کی طرف آجائیں اور ان کے شیدائی ہو جائیں تو ایسے لوگوں کا رتبہ دوسروں سے بہت بلند ہے اور کوئی بھی ان کے جیسا نہیں ہو سکتا اور جو دل کو اغیار سے خالی کر دیں ان کے نزدیک دنیا کے سات عجوبوں کی قیمت اس سے کہیں کم ہے کہ وہ انہیں حیران کر کے انہیں اپنی طرف جذب کر سکیں ۔ایسے لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کی معطر بارگاہ کی معنوی خوشبو سے مجذوب ہوتے ہیں اور انہیں حرم کی معنوی اور مسرت بخش فضا اپنی طرف جذب کرتی ہے ۔ان کی نگاہ میں صرف دنیا کے سات عجائب کی ہی نہیں بلکہ آسمان کے ستارہ زہرہ کی

۱۔ایک روایت کے مطابق جنت کے ان سات چشموں کے نام یہ ہیں: کوثر، کافور، میم، سلسبیل، تسنیم، معین اور زنجبیل۔
۲۔اصحاب کہف کے نام یہ ہیں: یملیخا، مکشلینیا، مشلینیا، مرنوش، دبرنوش، شاذنوش و مرطونش

بھی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔

آٹھویں امام

سالم قوی اور متمرکز فکر زیارت کی کیفیت میں بہت مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح حواس کا جمع نہ ہونا اور فکری انتشار کامل توجہ کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ صرف گناہ ہی نہیں بلکہ بعض جسمانی عوامل جیسے معدہ کا صحیح کام نہ کرنا وغیرہ بھی تشتت فکر کا سبب بنتے ہیں۔

اگر انسان حقیقی توجہ اور بصیرت کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کرے تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ جنت کے آٹھ باغوں کی سیر کر سکے گا[1] ایسے افراد کے لئے خسرو پرویز کے آٹھ خزانوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

نوفلک

جیسا کہ ہم نے کہا کہ اہل آسمان بھی فلک پر پر پھیلاتے ہیں اور نو نیلے سپہر اور نو طارم کبود[2] کو چھوڑ کر سرزمین طوس کا رخ کرتے ہیں۔

....

۱۔ جنت کے آٹھ باغ، جنت کے آٹھ مراتب کے لئے کنایہ ہے کہ جن کے نام یہ ہیں: خلد، دارالسلام، دارالقرار، جنت عدن، جنۃ الماوی، جنۃ النعیم، علیین اور فردوس۔

۲۔ زمانہ قدیم میں سات مشہور ستاروں جیسے زہرہ، مشتری، مریخ.... کو سات فلک سمجھا جاتا تھا اور دو دوسرے فلک کے بھی قائل تھے کہ جنہیں فلک اطلس اور فلک الافلاک کہتے تھے۔ ان سب کو نوفلک، نو نیلے سپہر اور نو طارم کبود کہا جاتا تھا۔

دسویں معصوم

وہ دسویں معصوم حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں اور تمام دوسری مخلوقات کی طرح مقام عصمت کی دسویں کڑی کی بارگاہ کی خاک پر بوسہ دیتے ہیں ۔

گیارہ تابناک ستارے

جو حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے مقام امامت پر اعتقاد کے ساتھ ان کی زیارت کرے، وہ امامت کے بقیہ گیارہ ستاروں کی امامت پر بھی اعتقاد رکھتا ہے۔ کیونکہ شیعوں میں قدیم زمانے میں کچھ ایسے فرقے پیدا ہوئے کہ جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے بعد دوسرے اماموں کی امامت کو قبول نہیں کرتے تھے وہ تمام نیست و نابود ہو گئے ۔

بارہویں امام

آج جو بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت کے عنوان سے زیارت کرتے ہیں، وہ شیعہ اثنا عشری ہیں ۔ وہ حضرت امام علی علیہ السلام کی امامت سے لے کر بارہویں امام حضرت امام مہدی علیہ السلام کی امامت کے بھی معتقد ہیں ۔ انہیں جب بھی توفیق حاصل ہو وہ ان مقدس ہستیوں کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ۔

اگرچہ سال کے دوسرے مہینوں کی بنسبت رجب، ذی القعدہ اور صفر کے مہینوں میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے لوگ سیلاب کی صورت میں مشہد مقدس کا رخ کرتے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود سال کے بارہ مہینوں میں بھی لوگ

حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے آتے ہیں جو کہ دلوں کا قبلہ اور خواہشات و آرزؤں کا کعبہ ہیں۔

تیرہ بار ہدایت اور رحمت

محترم زائرین کو اس نکتہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت میں خلوص اور اخلاص رکھیں اور فقط سیر و تفریح اور سیزدہ بدر[۱] کے موقع پر ہی منحصر نہ رکھیں۔

اگر چہ کبھی شریعت کی رو سے سیاحت ضروری ہوتی ہے لیکن سیزدہ بدر کے قصد سے مسافرت خرافات میں سے ہے جسے بیگانے ہاتھ اور ہوا و ہوس میں پڑے رہنے والے تقویت دے رہے ہیں۔

اسلام کی نظر میں تیرہ کا عدد منحوس نہیں ہے کہ اس کو اپنے گھر اور کاشانہ سے دور کرنے کے لئے سفر پر چلے جائیں۔خداوند کریم نے قرآن میں ایک ہی مرتبہ کلمہ نحس استعمال کیا ہے لیکن کلمہ "ھدی و رحمة" یعنی ہدایت و رحمت کو تیرہ مرتبہ تکرار فرمایا ہے۔

نحس اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب زائر غیر شرعی تفریحات کے ضمن میں زیارت بجا لائے۔ایسی زیارت شریعت کی نظر میں نحس اور پلید ہے۔لیکن جو ساحلوں اور دریاؤں کے سفر کو چھوڑ کر امید کا توشہ لے کر حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں ان کو امام رضا علیہ السلام کی مہر و محبت اور عنایات کے بیکراں سمندر کی موجیں گھیر لیتی ہیں۔

....

۱: نوروز کے تیرہویں دن کا ایک ایرانی تہوار

چودہ معصومین علیہم السلام

اس بنا پر ہمیں خیال رکھنا چاہئے کہ غیر شرعی مسافرت کو ترک کر دیں اور غیر خالصانہ زیارت سے خدا اور چودہ معصومین علیہم السلام کو ناراض نہ کریں۔

یہ اہم نکتہ فراموش نہ کریں کہ بعض جگہیں اور اوقات خاص خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے انسان بڑی بڑی مشکلات کو برطرف کر سکتا ہے۔ شب قدر اور کچھ دوسری راتیں اور اسی طرح بعض ایام اور مہینے کچھ خاص خصوصیات سب پر روشن ہیں۔

کہتے ہیں کہ ہر مہینے کی چودہویں کو ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اگر انسان کے ہاتھ سے یہ وقت نکل جائے تو گویا اس نے بہت بڑی فرصت گنوا دی ہے۔

اسی طرح بعض مقام جیسے امام رضا علیہ السلام کی مقدس بارگاہ کچھ خاص آثار اور اہم عظمت رکھتے ہیں کہ ہم ان کی طرف توجہ نہ کرنے یا زیارت میں خلوص نہ ہونے کی وجہ سے اس عظیم موقع کو گنوا دیتے ہیں اور خدا اور چودہ معصومین علیہم السلام ہم سے جو کچھ چاہتے ہیں، ہم اس پر عمل نہیں کرتے۔

حرم کے بارے میں الف با اور آداب زیارت

آستانہ قدس رضوی مخلوقات کے لئے آرام اور اپنوں اور غیروں کے لئے پناہگاہ ہے۔ دنیا کے ہر حصے سے لوگ اس بارگاہ کی زیارت کا شوق رکھتے ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حرم کے شفاخانہ سے سیراب ہوں۔

حضرت امام رضاعلیہ السلام کے حرم میں اذن دخول سے آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہوجاتے ہیں کہ جس سے دلوں میں آپ کی محبت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

اس بارگاہ میں بروبحر سے آنے والے ہر کسی پر رحمت کی بارش برستی ہے اور باغ ولایت وملکوت میں ہر چھوٹے بڑے کی مہمان نوازی ہوتی ہے۔

یہ مقدس سرزمین ہر کسی کے لئے پناہگاہ ہے۔اس میں پاکدامن، پارسا اور بال و پر جلے ہوئے اور پریشان حال دونوں کو قبول کیا جاتا ہے اور انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے اور یہاں ہر کسی کو معنوی پرواز سکھائی جاتی ہے۔

جب انسان حرم کے خوبصورت اور تابناک گنبد کو دیکھتا ہے تو گویا وہ اس کی توجہ اپنی طرف جذب کرتا ہے اور کہہ رہا ہوتا ہے کہ حرم میں آنے سے پہلے تھوڑا غور وفکر کرو اور توبہ کا سبق سیکھ لوتا کہ امام رضاعلیہ السلام کے حضور پیش ہوتے وقت ابلیس کی سازشوں سے امان میں رہو اور ہمیشہ کے لئے تقوی اختیار کرلو۔

حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی رأفت ومہربانی پر یقین اور اطمینان رکھیں اور اس عقیدہ پر ثابت قدمی سے آنحضرت کی مدح وثناء کریں تا کہ اپنی زیارت کے ثواب اور ثمر میں اضافہ کرسکیں۔معرفت وشناخت سے کی جانے والی زیارت سے ہمارا نام زمین سے آسمان تک آٹھویں امام کے بہترین زائرین میں لکھا جاتا ہے۔

حضرت امام رضاعلیہ السلام کے جوار میں ان کی کشش ولایت سے مستفید ہوں اور اپنی دل و جان کو رحمانی جلوؤں سے جلا بخشیں اور آنحضرت کے جام ولایت نوش کرنیوالوں اور جانثاروں میں سے ہوں۔

حرم کے شفا بخش چشمہ سے سیراب ہو کر باغ ولایت میں اس طرح سے اپنا مقام بنائیں اور ظلمت سے نور کا سفر اس طرح سے طے کریں کہ ادھر آنکھیں بند ہوں اور ادھر چودہ معصومین علیہم السلام کے دامن ولایت میں پناہ لے لیں۔

حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے حرم میں خدا کی حمد وثناء کریں اور حجت الٰہی علیہ السلام کے ظہور کے دعا کریں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آفاقی حکومت کے آنے اور ان کی حکومت کے لئے دست دعا بلند کریں تا کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور سے غیبت کا پردہ چاک ہو جائے اور وہ لوگوں کو حیرت وسرگردانی سے نجات دلائیں۔

مشہد مقدس میں آٹھویں امام حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے حرم کے خدّام سینہ پر ہاتھ رکھے کھڑے ہوتے ہیں اور امام ہشتم علیہ السلام کے زائرین کے چہرہ سے خوشی جھلک رہی ہوتی ہے لوگوں کا سیلاب مختلف حاجات اور دعاؤں کے ساتھ سلطان خراسان حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کا رخ کرتا ہے۔

اے کاش! یہ سب وقت کے امام اور امامت کی آخری کڑی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی دعا کرتے۔

فولادی پنجرہ مجبوروں اور بے سہاروں کی پناہگاہ ہے۔ لوگ اس میں داخل ہونے کے بعد راز و نیاز اور دعا و توسل کرتے ہیں اور ہر لمحہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کے دریائے رحمت سے فیض کے منتظر رہتے ہیں تا کہ آنحضرت کی ایک نگاہ کرم سے ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو راحت اور خوشی نصیب ہو اور حاجت روائی کے بعد بھری جھولی کے ساتھ حرم سے رخصت ہوں۔

زائرین پورے ذوق وشوق اور خلوص دل سے زیارت کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کی آمدورفت سے ان کا ذہن اور فکر منتشر نہ ہونے پائے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے متوسل ہو کر دل کو سونے چاندی کی کھنک سے آزاد کر کے ذات الٰہی کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور خدائے ذوالجلال کی یاد سے اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زائرین کے لئے رأفت ومہربانی انسانی روح کی شادمانی کا باعث بنتی ہے اور اس میں رحمانی جلوہ اسے خلوص، خودسازی اور تذکیہ نفس کا راستہ دکھاتا ہے۔

حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام کی زیارت میں زائر کے زر اور زیور کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، جس طرح ریا کار کے عمل کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ آٹھویں امام علیہ السلام کے حرم کے وہ زندہ دل زائر جو کشتی ولایت میں بیٹھ کر چند قطرہ اشک بہاتے ہیں، وہ امام کے دریائے رحمت میں طغیان لے آتے ہیں اور مورد توجہ قرار پاتے ہیں۔

حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام کے حرم میں سب کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے چاہے وہ کسی فوج کا جنرل ہو یا کسی ملک کا سربراہ یا کوئی ایک عام شخص۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سب کے افکار سے آگاہ ہیں۔ وہ ہر کسی کے دل کا حال جانتے ہیں اور ان میں سے جن کے دل پاک وصاف اور روشن ہیں وہ زیادہ مورد توجہ وعنایت قرار پاتے ہیں۔

بعض زائرین سفر کی بہترین سوغات سقاخانہ سے ملنے والے پانی کو قرار دیتے ہیں گویا وہ آب کوثر یا سلسبیل ہو۔ وہ اس سے ایک جام پی کر حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور اس نعمت پر خدا کا شکر کرتے ہیں۔

اس مقدس بارگاہ کا دروازہ ہر کسی کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔لوگ شفا لینے اور اپنی دوسری حاجات کے لئے رؤف امامؑ کی مہربانی و کرم کے شاہد ہیں اور وہ اس کے شکرانہ کے طور پر صلوات اور درود بھیجتے ہیں۔وہ ہر جگہ ہر شہر و دیہات گلی و قریہ میں ہمیشہ شفایابی کے واقعہ کو بیان کرتے ہیں۔اس طرح سے وہ دوسروں کو اس باعظمت بارگاہ کا فریفتہ بناتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا زائر حرم کی دہلیز سے گزر کر جیسے ہی صحن میں قدم رکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کئی صدیوں سے اس باعظمت بارگاہ کا کونا کونا حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کی قدمگاہ رہا ہے۔لہذا وہ خلوص دل سے بارگاہ کی خاک کو چومتا ہے اور اسے چہرے اور آنکھوں سے لگاتا ہے۔

ضامن آہو علیہ السلام کی ضریح کے پاس اور حرم مطہر کے ہر حصہ میں ہزاروں افراد ہر روز حضرت امام رضا علیہ السلام کے مہمان ہوتے ہیں۔اس بارگاہ کی نورانیت اور معنویت ان کے ضمیر اور باطن کو پاک کر کے انہیں بہشت کی ضمانت دیتی ہے اور ان کا نام اہل بہشت کے زمرے میں ثبت ہو جاتا ہے۔

سونے کے گنبد پر بیٹھنے والے پرندے بھی یہ جانتے ہیں کہ طاق کسریٰ اس کے مقابل میں کسی کھنڈر سے زیادہ نہیں ہے۔کوہ طور اپنی تمام تر جلالت اور شکوہ کے باوجود شہر طوس کی عظمت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔کبوتر، چڑیا بلکہ ہر پرندے کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس کے سقا خانہ کا طواف کر لے۔

کچھ ظاہر پرست بھی یہ جانتے ہیں کہ راہ معنویت کے شہسواروں کی کامیابی اور

صاحبان ظرفیت کی ظفر اس بارگاہ کے مالک کی عنایات سے مرحلہ ظہور تک پہنچے ہیں آنحضرتؑ نے ان کے دل کے ظرف کو ظلمت وتاریکی سے نجات دی ہے۔

صحن عتیق میں خوبصورت سقا خانہ کربلا کے علمدار حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام اور آنحضرتؑ کی دید محبت کی یاد تازہ کر دیتا ہے کہ سقائے کربلا اور سقائے سکینہ نے پیاس کی شدت کے باوجود کس طرح عاشور کے دن پانی پینے سے گریز کیا اور خون کے آخری قطرے تک ابن زیاد کے کارندوں سے جنگ کی اور علم کو نہ گرنے دیا۔

ہر کوئی غریب الغرباء امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی غریب نوازی سے باخبر ہے اور وہ جانتا ہے کہ آنحضرتؑ غریبوں کے غمگسار ہیں۔ وہ ان غم زدہ دلوں کا مداوا اس طرح سے کرتے ہیں کہ ان کے اندر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

اس بارگاہ میں خدا سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے فرج وظہور اور فتح ونصرت کی دعا کریں اور اس مکان میں آخرت کی سعادت حاصل کریں تا کہ فضائل وفیوضات کے دریا تک جا سکیں اور اس کریم امام علیہ السلام سے زمانہ آخر الزمان اور غیبت کے تاریک زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے اور ان سے نجات پانے کی دعا کریں۔

مشہد کا مقدس شہر اپنی قداست کے لئے مشہور ہے اس بارگاہ کے زائرین اور مجاورین کو اس کی قدر اور احترام کو مدنظر رکھنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس مقدس شہر سے ہر طرح کے گناہ اور فساد کا قلع قمع ہو جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرد و خواتین شریعت کے قانون کو روند کر اپنے غیر شرعی اور ناجائز عمل کو لوگوں کے سامنے ظاہر کریں۔

اس بارگاہ کے پاک دل کفشدار (جو کبھی بھی ملال کا اظہار نہیں کرتے) قرب کے

خزانہ کے کلیدار ہیں ۔وہ ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں اور جونہی صبح کا آغاز ہوتا ہے وہ زائرین کی خدمت کے لئے آمادہ ہوجاتے ہیں اور کسی بھی طرح کی کوشش سے دریغ نہیں کرتے۔

حرم کے گلدستہ بھٹکوں کو راہ دکھاتے ہیں اور اپنی بلندی اور استقامت سے گوشہ نشینوں، بوڑھوں اور کمرخمیدہ لوگوں کو امید اور ثبات قدم کا درس دیتے ہیں اور سب کو سکھاتے ہیں کہ اس مقدس آستانے میں مشکل گرہوں کا بھی کھل جانا ایمان ویقین سے وابستہ ہے اور سکھاتے ہیں کہ یاس ناامیدی سے گریز کرو اور ہمیشہ ہماری طرح سربلند رہو۔

امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کا لطف و کرم زبان زد خاص وعام ہے۔ہر کوئی اس لاہوتی بارگاہ سے گہر بار لؤ لوومرجان لے سکتا ہے۔دنیا اور آخرت کی کلید حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہے۔کبھی بھی امید کا دامن نہ چھوڑیں اور یاس وناامیدی کو شکست دیں کہ جو نفس اور شیطان کا لشکر ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت سب کے لئے مشکل کشائی اور ہر ملک اور ہر خطہ کے لوگوں کے لئے امید ہے۔جو ایمان ویقین سے اس بارگاہ کی زیارت سے مشرّف ہوتے ہیں، وہ اس در سے اپنی آرزو کو حاصل کر لیتے ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے لطف و کرم کا پرافتخار میڈل سینے پر سجاتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کا نقارہ خانہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کی لوگوں کو اطلاع دیتا ہے۔لیکن ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جب ناامیدیاں اور مصائب اپنے اختتام کو پہنچ جائیں گے اور اس بلند مقام سے ﴿نصرٌ مّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْب﴾ کی صدا بلند

ہوگی۔ وہ دن دنیا کے نیک لوگوں کا ہوگا۔

پورے خلوص کے ساتھ حرم میں داخل ہوں تا کہ باہر نکلنے تک حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حالت حضور کی رعایت کرسکیں اور وہم وخیال اور وسوسہ کے پرہیز کریں اور امام علیہ السلام سے دعا کریں کہ ولایت اہلبیت علیہم السلام کے عالی مقام کی خدمت میں کامیاب ہوسکیں۔

سب کے سروں پر حضرت امام رضا علیہ السلام کی رحمت کا سایہ ہوتا ہے اور تمام زوّار آنحضرت کے بیکراں لطف سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اس لئے زیارت کے وقت اپنے حواس پر قابو رکھیں اور ہوشیار رہیں کہ آپ کی فکر ادھر ادھر منتشر نہ ہونے پائے۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدا کے پیغمبروں اور اولیاء خدا نے ولایت اہلبیت علیہم السلام کو قبول کر کے خدا کے دین کی مدد کی ہے۔ لہذا آٹھویں امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے یقین کے ساتھ دعا کریں کہ آنحضرت آپ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حقیقی اصحاب و انصار میں سے قرار دے تا کہ آپ بھی دینِ خدا کی مدد کرنے والوں کی صف میں شمار ہوسکیں۔

کچھ دیگر نکات

حکمت زیارت سے قطع نظر کرتے ہوئے (یہ خدا کے حقیقی بندوں کا شیوہ ہے) ہم یہ مطلب بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کبھی انسان توجہ نہ کرنے یا کم توجہ کرنے یا نیت کے مخلوط ہو جانے یا بعض ناپسندیدہ کاموں کے انجام دینے کی وجہ سے انسان اعمال کے اس ثوابِ عظیم کو گنوا دیتا ہے کہ جسے خداوند کریم نے قرآن مجید میں بارہا مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ جس سے انسان

اس کی اہم حکمت (خدا اور اہلبیت علیہم السلام سے ارتباط قائم کرنا) سے مستفید نہیں ہو پاتا۔

جو حیا اور حجاب کی رعایت نہیں کرتے، جو اپنی نگاہوں پر پہرے نہیں بٹھاتے، جو موسیقی سے سے دستبردار نہیں ہوتے ....وغیرہ۔ انہیں جان لینا چاہئے کہ جو بربط کے شیدائی تھے وہ اس دنیا سے چلے گئے، جو موسیقی کو اپنے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کی ضریح کے پاس لے جاتے ہیں، وہ بھی ایک دن مر جائیں گے اور کسی بھی بادشاہ یا موسیقار کا نام ونشان باقی نہ رہ جائے گا! ایسے لوگ قبر میں کیا کریں گے؟ کیا وہ بربط کے سروں کو گنوائیں گے یا......!

کیا یہ صحیح ہے کہ انسان ایران اور دنیا کے دوسرے دور دراز علاقوں سے کئی دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے آئے، لیکن ایسے کاموں کو انجام دینے کی وجہ سے آنحضرت کی نورانی ومعنوی بارگاہ کی عظمت اور جلال کو نہ سمجھ سکے اور اس کا دل، کسی دوسرے امور میں یا کہیں اور ہو؟

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہابیت زیارت اہلبیت علیہم السلام کی اہمیت کو ختم کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ وہ زیارت کی اہمیت کو زائرین کی نظروں میں ختم کرنا چاہتے ہیں یا اسے کم رنگ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے ایک مؤثر ترین کام یہ انجام دے رہے ہیں کہ وہ زیارت کی ترویج کر رہے ہیں جس کے ساتھ ناپسندیدہ کام بھی انجام دیئے جاتے ہیں۔

وہ ایک طرف سے لوگوں کو غیر شرعی مسافرت کی تشویق کرتے ہیں تو دوسری طرف سے وہ لوگوں کی نظروں میں اہلبیت علیہم السلام کی عظمت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اہلبیت علیہم السلام کے مقام وعظمت اور ارث کو چھپانے کے لئے وہی کام کر رہے ہیں جو کبھی بنی امیہ و بنی العباس

معاویہ اور عمر عاص نے کیا تھا۔

وہ خاندان وحی علیہم السلام کی یاد اور ان کے نام کو لوگوں کے دل اور زبان سے نکالنے کی جتنی بھی کوشش کرلیں، لیکن خداوند متعال خود اس خاندان کی فضیلت اور جلال کو واضح و آشکار کردیتا ہے۔ یہاں اس بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام کو ذکر کرنا بہتر ہے۔

دشمن اہلبیتؑ کی وعدہ خلافی کے بارے میں

حضرت امام رضا علیہ السلام کا فرمان

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

''الحمد لِلّٰہ الّذی حفظ منّا ما ضیّع الناس ، ورفع منّا ما وضعوہ حتّی لقد لُعِنّا علی منابر الکفر ثمانین عاماً ، وکتمت فضائلنا ، وبذلت الاموال فی الکذب علینا واللّٰہ تعالی یأبی لنا الاّ ان یعلی ذکرنا ، ویبین فضلنا ، واللّٰہ ما ھذا بنا ، وانّما ھو برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وقرابتنا منہ حتّی صار امرنا وما نروی عنہ انہ سیکون بعدنا من أعظم آیاتہ و دلالات نبوّتہ[1]''۔

اس خدا کی حمد وثناء کہ جس نے ہمری نسبت سے چیزوں کو زندہ رکھا کہ جسے لوگوں نے ضائع اور تباہ کردیا تھا اور ہمارے ذریعہ سے ہر اس چیز کو بلند کیا کہ جسے انہوں نے پست کرنا

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: ۱۶۴/۲ بحار الانوار: ۱۴۲/۴۹۔

چاہا۔حتی کہ ہم پر منابر کفر سے اسّی سال تک طعن و تشنیع کی گئی اور ہمارے فضائل کو چھپایا گیا اور ہم پر جھوٹ باندھنے کے لئے مال خرچ کیا گیا۔خداوند کریم نے ہمارے لئے یہ پسند نہ کیا اور ہمارے لئے اس کے علاوہ کچھ نہ چاہا کہ ہمارے ذکر کو بلند اور فضل کو واضح کر دے۔خدا کی قسم یہ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ رسول خدا اور ان کے ساتھ ہماری قرابت کی وجہ سے تھا حتی ہمارا امر اور ہم ان سے جو کچھ روایت کرتے ہیں،وہ ہمارے بعد ان کی نبوت کی بڑی آیات اور نشانیوں میں ہوگا۔

وہابیت کے کارندوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ معاویہ کی وعدہ خلافی اور اہلبیت علیہم السلام کے فضائل چھپانے کی بدترین سازش دور حاضر کی وہابیت سے دس گنا زیادہ تھی،لیکن آخر میں وہ ذلیل وخوار ہو گئے اور اپنی خواہشات کو قبر میں لے گئے۔لیکن خاندان وحی علیہم السلام کا نام آج بھی زندہ اور درخشاں ہے۔آخر میں وہابیت کا بھی یہ ہی انجام ہوگا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں بم دھماکہ

اب جب کہ وہابیت (پلید یہودیوں کی ایجاد) کے آلودہ ہاتھوں اور ان کی خشونت کی بات آہی گئی ہے تو مناسب ہے کہ ہم ۱۴۱۵ھ کے عاشور کے دن ظہر کے وقت حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں بم دھماکے کے واقعہ کو بھی بیان کرتے چلیں تا کہ سب کو معلوم ہو سکے کہ ایسے برے کام اسلام کے دشمنوں کی جانب سے انجام دیئے جا رہے ہیں۔وہابیت کے خون آلود ہاتھ دنیا میں اپنی تمام فعالیت کے ساتھ تشیع کے مقابلہ میں کھڑی ہے اور اپنی خام خیالی میں شیعوں کو مٹانے کے لئے یہودیوں کے حکم پر عمل پیرا ہیں۔وہ اس چیز سے غافل

ہیں کہ ان کے یہ کام پانی پر کھینچی گئی لکیر کی طرح ہیں اور وہ اپنے ان کاموں کا بھیانک انجام بھی دیکھ لیں گے۔

وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ابتدائے اسلام سے یہودی شدت سے اسلام کے خلاف مقابلہ کے لئے اٹھے اور انہوں نے ابوجہل اور ابوسفیان جیسے لوگوں کو اسلام کی نابودی کے لئے اپنے ساتھ ملا لیا۔لیکن انہیں ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی۔ نہ صرف وہ بلکہ جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر منافقانہ انداز میں اسلام پر کاری ضربوں سے وار کئے۔اگرچہ انہوں نے امت میں اختلافات پیدا کئے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔لیکن اس کے باوجود بھی شیعوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور دشمن کی تمام مکاریوں کے باوجود اب بھی شیعت ترقی کی طرف بڑھ رہی ہے اور ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جب پوری دنیا پر شیعوں کی حکومت ہوگی۔

اس بات کی جانب توجہ رکھنا چاہئے کہ رسول اکرمؐ کی شہادت کے وقت مسلمانوں کی تعداد سات ملین تھی اور سقیفہ کے واقعہ میں حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت کی پیروی کرنے والوں کی تعداد اتنی بھی نہیں تھی کہ جنہیں انگلیوں پر گنا جا سکے۔لیکن شیعوں کے خلاف تمام سازشوں، مکاریوں اور شیعوں کو نیست و نابود کرنے کی تمام کوششوں کے باوجود اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی آبادی کا تیسرا حصہ شیعوں پر مشتمل ہے اور بالآخر ایک دن ساری دنیا میں حقیقی اسلام یعنی تشیع ہی ہوگا۔

جس دین کی پشتبانی خود خدا کر رہا ہو، اسے کوئی گروہ کس طرح ختم کر سکتا ہے؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم نے خود وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے دین کو دنیا کے تمام ادیان پر کامیاب کرے گا؟

کیوں بے خبر لوگوں کا برین واش کر کے انہیں مقدس مقامات کو ویران کرنے اور شیعوں کو شہید کرنے کے لئے اجیر کیا جاتا ہے؟

کیا وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اگر چہ حرم میں بم دھما کا کر کے حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کے در و دیوار کو تو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، لیکن اس سے خاندان عصمت علیہم السلام کے محبوں کی محبت میں مزید اضافہ ہوا ہے اور دلوں میں محبت کے شعلہ اور بھڑک اٹھے ہیں؟! اور وہ آمادہ ہیں کہ کب ان بد کردار لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹا دیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جسے بہت سے ناشناختہ ہاتھ اور ان کے ہمنوا قبول کرتے ہیں۔

وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جس طرح ابو سفیان، ابو جہل، معاویہ اور عمرو عاص خدا کے دین کو سرنگوں نہیں کر سکے، اسی طرح یہ نئی وجود میں آئی ٹکڑیاں بھی اپنے بے بنیاد اور کمزور جالے سے تشیع کی محکم اور مضبوط بنیادوں کو نہیں اکھاڑ سکتیں۔

جی ہاں! یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ جس کو وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔

کیا آپ حرم میں بم دھماکہ کرنے والوں کو پہچانتے ہیں؟

ایک دوسرا نکتہ بھی ہے کہ جس کی طرف تمام شیعوں، اہلبیت علیہم السلام کے محبوں اور پیروکاروں کو توجہ رکھنی چاہئے۔

ہم ذوق وشوق سے حرم مطہر کے در و دیوار اور زمین کو چومتے ہیں اور ہم پورے وجود

سے حرم مطہر کے درودیوار کو نقصان پہنچانے والوں سے متنفر اور بیزار ہیں۔ اگر چہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کی پاسداری ہمارے ذمہ نہیں ہے اور ہم یہ نہیں کر سکتے لیکن حرم خدا جو کہ حرم اہلبیت علیہم السلام بھی ہے، کی پاسداری ہمارا فرض اور ذمہ داری ہے۔

خدا پر ایمان اور مقام ولایت معصومینؑ پر اعتقاد رکھنے والے ہر شخص کو اس حرم کی حفاظت کرنی چاہئے اور حرم کی پاسداری کرتے ہوئے اسے ہر طرح کے آسیب اور نقصان سے بچانا چاہئے۔

خداوند کریم نے اس حرم کی پاسداری سب کے ذمہ کیہے اور ان سب سے یہ چاہا ہے کہ اپنی قدرت اور توانائی کے مطابق اس حرم کی حفاظت کی کوشش کرو۔

خاندان وحی علیہم السلام کے ارشادات میں اس بارے میں بہت تاکید کی گئی ہے اور ہمیشہ اس حرم کی اہمیت اور عظمت کی طرف توجہ دلائی ہے اور جو اس کو اہمیت نہیں دیتے، ان سے سخت ناراضگی اور اہمیت دینے والوں سے خوشنودی کا اظہار کرتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ حرم کون سا حرم ہے کہ جہاں ہر صاحب ایمان شخص کو آنا چاہئے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سا حرم ہے کہ ہر کسی کو اس جس کی پاسداری کرنی چاہئے اور جسے بم دھماکوں کے نقصانات سے محفوظ رکھنا چاہئے؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سا حرم ہے کہ جس کی پاسداری کے لئے ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ کسی بیگانے کو اس میں نہ گھسنے دے؟ اگر آپ اس حرم کے بارے میں نہیں جانتے تو مکتب اہلبیتؑ سے متمسک ہو جائیں تا کہ وہ آپ کو اس حرم سے آشنا کر دیں۔

علامہ مجلسیؒ بحار الأنوار میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے

فرمایا:

''القلب حرم اللّٰه فلا تُسکِن فی حرم اللّٰه غیر اللّٰه[۱]''

دل خداوند تعالی کا حرم ہے۔خدا کے حرم میں خدا کے علاوہ کسی کو جگہ نہ دو۔

اسی طرح وہ رسول اکرمؐ سے ایک دوسری اہم روایت میں نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''ناجی داود ربّه فقال: الٰهی لکلّ ملک خزانة، فأین خزانتک؟
قال جلّ جلاله: لی خزانة أعظم من العرش، وأوسع من الکرسی، وأطیب من الجنّة، وأزین من الملکوت:
أرضها المعرفة، وسماؤها الایمان، وشمسها الشوق، وقمرها المحبّة، ونجومها الخواطر، وسحابها العقل، ومطرها الرحمة، وثمارها الطاعة، وثمرها الحکمة''
ولها أربعة ابواب: العلم والحلم والصبر والرضا؛ ألا وهی القلب[۲]''۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے خدا سے مناجات کی اور کہا:

اے میرے خدا ہر بادشاہ کا خزانہ ہوتا ہے تیرا خزانہ کہاں ہے؟

خداوند کریم نے فرمایا: میرا خزانہ عرش سے باعظمت، کرسی سے وسیع، جنت سے پاکیزہ اور ملکوت سے زیادہ خوبصورت ہے۔

۱۔ بحارالانوار:۷۰/۲۵۔ ۲۔ بحارالانوار:۷۰/۵۹۔

اس کی زمین معرفت، اس کا آسمان ایمان اس کا سورج شوق، اس کا چاند محبت اور اس کے ستارے خواطر، اس کے بادل عقل، اس کی بارش رحمت، اس کے پھل اطاعت اور اس کا نتیجہ حکمت ہے۔

اس کے چار دروازے ہیں: علم، حلم، صبر اور رضا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ "دل" ہے۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ دل کو خدا کے حرم اور عرش الہی سے زیادہ عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اگر اس حرم کی اچھی طرح پاسداری کریں اور اس کے احترام اور اہمیت کی کوشش کریں تو حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں قبول ہوں گے اور اس باعظمت بارگاہ میں معنوی مہمان نوازی ہو گی۔

لہذا ہمیں اس بارے میں ضرور توجہ رکھنی چاہئے کہ ہمارا دل کس طرح سے امام رضا علیہ السلام سے مرتبط رہ سکتا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دل کو پاک کریں اور بیگانوں کو اس میں جگہ نہ دیں۔ ہر قسم کے مال کو استعمال نہ کریں، ہر طرح کی آواز نہ سنیں۔ ہر منظر کی جانب نہ دیکھیں اور حرم یا دل کی حرمت کی حفاظت کریں تا کہ ہماری باطنی آنکھیں بینا اور ہمارے باطنی کان سن سکیں۔ پس جو بھی اس طرح سے ہو، اسے حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں معنوی پزیرائی دی جائے گی۔

اس بنا پر ہمیں اس حرم کی پاسداری اور اس کا احترام کرنا چاہئے۔ لیکن اگر ہم اپنے نفس اور ہوا و ہوس کی پیروی کریں تو گویا ہم اس حرم کی نابودی کے وسائل مہیا کر رہے ہیں۔ اگر

ہمارا کردار، گفتار اور افکار اہلبیت عصمت وطہارت علیہم السلام کے فرمودات کی بنیا د پر نہ ہو اور گناہ اور خطاؤں میں مصروف رہیں اور شریعت کے محرمات کو انجام دینے سے پرہیز نہ کریں تو ہمارے اعمال ایسے بم کی طرح ہوں گے کہ جسے ہم خدا کے حرم یعنی اپنے دل میں منفجر کررہے ہیں۔

جس طرح حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں ہونے والے بم دھماکے نے ہمیں بہت ناراض کیا تھا، اسی طرح ہمارے گناہ بھی اسی بم کی طرح ہیں کہ جن کے ذریعے ہم اپنے دل اور خدا کے حرم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

جس طرح ہم حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں بم دھماکا کرنے والوں سے متنفر ہیں اور انہیں خائن شمار کرتے ہیں، اسی طرح ہمارا نفس بھی ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے کہ جو ہمیں اپنے دل کو خراب کرنے اور اسے نقصان پہنچانے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ جیسا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

" أعدیٰ عدوّل نفسُک الّتی بین جَنبَیک [1]"

تمہارا سب سے بدترین دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے ساتھ ہے۔

اب اس اہم نکتہ پر توجہ فرمائیں کہ ممکن ہے کہ انسان ایسا غافل ہو جائے کہ وہ خدا کو بھول جائے اور اس کی وجہ سے وہ خود کو بھی بھول جائے۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے:

﴿ وَلاتَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ﴾[2]

اور خبردار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے خود ان کے

۱۔ بحارالانوار: ۷۰/ ۶۴۔ ۲۔ سورۂ حشر: آیہ ۱۹۔

نفس کو بھی بھلا دیا اور وہ سب واقعی فاسق اور بدکار ہیں۔

اگر انسان اس طرح سے ہو تو ممکن ہے کہ وہ دوسروں کے جرم اور جنایات کو بخوبی پہچان لے اور انہیں بڑی آب و تاب سے دوسروں کے سامنے بیان بھی کرے۔ لیکن وہ اپنے جرم کو نہ صرف دیکھتا ہی نہیں بلکہ اس کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتا اور وہ خود کو مجرم بھی نہیں سمجھتا کہ اس کا علاج کرے۔ ایسے افراد جہل مرکب میں مبتلا ہیں۔ اور وہ اپنی جہالت سے بھی جاہل ہیں۔ یعنی وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ نہیں جانتے۔

اگر انسان ایسا ہو تو ممکن ہے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم اور دیگر مقامات میں ہونیوالے بم دھماکے جان کر اس پر افسوس کرے، لیکن چونکہ وہ خود کو بھول چکا ہے لہذا وہ اپنے دل ہونے والے دھماکوں اور تخریب کاری کی طرف متوجہ نہیں ہوگا اور اسے اس کی کوئی خبر بھی نہیں ہوگی۔ جو دل خدا کا حرم ہونا چاہئے تھا اب وہ شیاطین کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے دل کو جس قدر بھی نقصان پہنچائے گا اس سے بے خبر تر ہوتا جائے گا۔

چونکہ مکتب اہلبیت علیہم السلام ہمیں سکھاتا ہے کہ شیعوں کو اپنے دشمن کی پہچان ہونی چاہئے۔ ہمیں نہ صرف اپنے بیرونی دشمنوں کی پہچان ہونی چاہئے بلکہ ہمیں نفس امارہ کو بھی پہچاننا چاہئے کہ جو ہمارا بدترین دشمن ہے اور یہ جان لینا چاہئے کہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے، وہ ہمارا بیرونی دشمن نہیں ہے بلکہ وہ انسان کا نفس ہے کہ کبھی کبھی وہ اپنے بیرونی دشمن کو بھی دل میں جگہ دے دیتا ہے۔

اس صورت میں انسان، سب سے بڑا بم دھماکہ اور نقصان اپنے دل میں انجام دیتا ہے۔ لیکن جس طرح خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو بھول جاتا ہے اور اس کی طرف

بالکل توجہ نہیں کرتا ہے۔

پس ہمیں نہ صرف بیرونی دشمن، شیطان کے وسوسوں، انگلینڈ کی سازشوں اور امریکا کی مکاریوں کی خبر ہونی چاہئے بلکہ ہمیں اپنے داخلی دشمن یعنی نفس امارہ سے بھی ہوشیار رہنا چاہئے۔

اب جب کہ ہم یہ جان چکے ہیں کہ ہم گناہ اور برے کاموں کو انجام دینے کی وجہ سے اپنے دل اور حرم میں بم دھماکے کرتے ہیں تو اب یہ بھی جان لیں کہ اگر لوگ ابتداء سے آج تک اہلبیتؑ کو تنہا نہ چھوڑتے اور ان کے گرد جمع ہو جاتے تو مقدس مقامات میں بم دھماکے کرنے کی نوبت بھی نہ آتی کہ بیگانے افراد ان ہولناک کارروئیوں کو انجام دیتے ہیں۔

جس طرح حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام، امام زمانہ ارواحنا فداہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"صاحب هذا الأمر الشريد الطريد الفريد الوحيد[1]"

اس امر کا صاحب (تمام کائنات پر ولایت وقدرت کا اظہار) بھلایا ہوا، دور اور تن و تنہا ہے۔

اگر ہمارا معاشرہ اس بڑے گناہ (امام زمانہ ارواحنا فداہ کو تنہا چھوڑنا) میں شریک نہ ہوتا تو کس طرح خائن یہ جنایت انجام دے سکتے تھے اور کس طرح حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کو نقصان پہنچا سکتے تھے؟ اپس ہم جس قدر بھی ایسے لوگوں کے اعمال اور کردار سے بیزار رہوں لیکن ہم امام زمانہ ارواحنا فداہ اور تمام اہلبیت عصمت وطہارت علیہم السلام پر فدا ہونے کی

....

۱۔ بحار الانوار: ۱۲۰/۵۱۔

بجائے ان سے کنارہ گیری اور غفلت کی وجہ سے دشمن کے لئے سدّ راہ نہیں بن رہے ہیں اور ان کے داخل ہونے کا راستہ فراہم کر رہے ہیں۔

نتیجتاً دین کے دشمنوں نے وہابی، بہائی اور کئی دوسرے فرقے بنا کر اور ان کو تقویت دے کر انجانے ہاتھوں کی مدد سے اپنے پلید اور منحوس اہداف کو حاصل کرنے کے لئے قدم بڑھاتے ہیں۔

یہودیوں کے خادم اپنی خام خیالی سے دین الٰہی کو نابود کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔لیکن وہ اس چیز سے غافل ہیں کہ جس خدا نے کروڑوں ستاروں کو خلق کیا، اس نے خود وعدہ دیا ہے کہ آخر کار کائنات کے آفتاب حضرت امام مہدی علیہ السلام کو دین کی مدد کے لئے بھیجے گا اور وہ دین کے دشمنوں کو نابود کرے گا۔اب اگر وہ اپنی چھوٹی سوچ کے مطابق اپنے کچھ نحس مقاصد حاصل کر لیں، لیکن آخر کار انہیں پوری دنیا میں رسوائی اور بے عزتی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

ناشناختہ ہاتھوں اور فریب خوردوں نے صرف کوے کی کالک کو دیکھا ہے اور اسی کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں لیکن ہزاروں بلبلوں کی چہچہاہٹ ان کے کان میں نہیں پہنچتی۔

اے کاش! انہیں یہ معلوم ہوتا کہ ان کا وقت کم ہے اور ان کی مہلت ختم ہونے والی ہے۔

اے کاش! وہ یہ سمجھ سکتے کہ ہر سیاہ رات کے بعد صبح نمودار ہوتی ہے اور اب رات کی تاریکی ختم ہونے والی ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام پوری دنیا کو اپنے نور سے منور کر دیں گے۔

افراد کو پہچاننے کے سلسلہ میں امام رضا علیہ السلام کی راہنمائی

افسوس سے کہنا پڑتا ہے ممکن ہے کہ ایسے لوگ ظاہراً دوست ہوں اور لوگوں کے درمیان گھل مل جائیں لیکن باطناً وہ دشمن کے کارندہ ہوتے ہیں۔اسی لئے حضرت امام رضا علیہ السلام نے خبردار کیا تم سب افراد کو صحیح طریقے سے پہچانو اوران کے ظاہر سے دھوکہ نہ کھاؤ۔اب ان دو روایات پر غور کریں۔

۱۔حضرت امام رضا علیہ السلام،حضرت امام سجاد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو کہ جو با وقار اور خوش رفتار ہو،اپنی گفتار میں عبادت اور پارسائی کا اظہار کرے اور وہ اپنی حرکات میں فروتنی کا اظہار کر رہا ہو تو اس کے بارے میں تأمل کرو کہیں وہ تمہیں دھوکا نہ دے۔کیونکہ ممکن ہے کبھی کوئی خوف،کمزورنیت اور پستی کی وجہ سے دنیا اور محرمات کے ارتکاب کی ہمت نہ رکھتا ہو تو وہ دین کو دنیا کا ذریعہ بنالیتا ہے اور لوگوں کو اپنے تظاہر سے دھوکا دیتا ہے،لیکن اگر وہ حرام کی قدرت پیدا کرلے تو اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

اگر دیکھو کہ وہ حرام سے پرہیز کر رہا ہے تو بھی اس بارے میں تأمل کرو کہ کہیں وہ تمہیں فریب نہ دے دے کیونکہ لوگوں کی خواہشیں مختلف ہوتی ہیں۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی حرام مال سے پرہیز کرتا ہے اگرچہ وہ مال بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔لیکن دوسرے برے کاموں میں مصروف ہےاور برے کاموں کے لئے حرام سے بھی متصل ہوجاتا ہے۔

اگر دیکھو کہ وہ اس بھی گریز کر رہا ہے تو بھی غور وفکر کرو کہ وہ تمہیں دھوکہ نہ دے کہ کہیں تم اس کے میزان عقل کو نہ جان لو۔کتنے ایسے لوگ ہیں جو ہر طرح کی بدی کو ترک کرسکتے ہیں

لیکن وہ عقل متین کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں۔لہذا وہ جہل ونادانی کی وجہ سے جن چیزوں کو برباد کرتے ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں جن کی عقل کے ذریعہ سے اصلاح کرتے ہیں۔

اب اگر تم اس کی عقل کو بھی متین پاؤتو پھر بھی اس کے بارے میں تاَمل کرو کہ کہیں وہ تمہیں دھوکا نہ دے تا کہ تم یہ جان لو کہ کیا وہ اپنی عقل کے برخلاف اپنی ہوا وہوس پر عمل کرتا ہے یا ہوا وہوس کے برخلاف اپنی عقل کے مطابق عمل کرتا ہےاور یہ کہ اس کا باطل ریاست کی طرف لگاؤ کتنا ہے؟ کیا وہ اس بارے میں بے اعتنا ہے یا نہیں؟ کیونکہ لوگوں میں خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بھی ہیں یعنی وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کر بیٹھتے ہیں۔وہ دنیا کے لئے دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ باطل ریاست کی لذت مباح اور حلال نعمتوں کی لذت سے زیادہ ہے۔لہذا وہ ان سب کو باطل ریاست تک پہنچنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾[1]

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تقوی الٰہی اختیار کرو تو غرور گناہ کے آڑے آجاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے جہنم کافی ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

پس وہ ایسے اونٹ کی مانند ہے کہ جو اپنے سامنے نہ دیکھے یعنی بصیرت کے بغیر قدم اٹھا لے تو اس کو پہلے گناہ سے نقصان پہنچانے والے دورترین ہدف تک لے جاتا ہے اور اس کے

۱۔سورۂ بقرہ: آیت ۲۰۶۔

بعد کہ جب وہ اس چیز کو طلب کرتا ہے، جس کے انجام دینے پر قادر نہیں ہے تو اس کا خدا اس کو ہلاکت میں دال دیتا ہے۔ پس خدا نے جسے حرام کیا تھا وہ اسے حلال سمجھتا ہے اور جسے خدا نے حلال کیا تھا وہ اسے حرام قرار دیتا ہے۔اب اسے دین کے چلے جانے کا کوئی ڈر نہیں رہ جاتا ہے بس وہ جس ریاست کے لئے بد بخت ہوا ہے، وہ محفوظ رہ جائے۔

یہ وہی ہیں کہ جن پر خدا نے غضب نازل کیا ہے اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لیکن کامل اور بہترین انسان وہ ہے کہ جو اپنی ہوا وہوس کو خدا کے امر کے تابع قرار دے اور اپنی توانائی خدا کی راہ میں خرچ کرے۔وہ حق پر ملنے والی خواری کو باطل میں ملنے والی عزت پر ترجیح دے اور جانتا ہو کہ دنیا کی سختیوں کو برداشت کر کے جاودانی نعمتوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن دنیاوی خوشیاں اور مسرت جو کہ خواہشات نفس سے حاصل ہوتی ہیں، وہ دائمی عذاب کا سبب بنتی ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔وہ ہوا وہوس کی پیروی نہیں کرتا کہ جس سے انسان چند دن کا آرام وسکون تو حاصل کر لیتا ہے لیکن وہ بعد میں ملنے والے دائمی عذاب کو فراموش کر دیتا ہے۔

حقیقی اور بہترین انسان یہی ہے۔اس کے ساتھ ملحق ہو جاؤ اور اس کے طریقے کی پیروی کرو اور اس کے وسیلہ سے خدا سے توسل کرو۔کیونکہ اس کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی اور وہ اپنی دعاؤں کی استجابت سے ناامید اور ناکام نہیں ہوتا[1]۔

....

۱۔جامع احادیث شیعہ: ۳۱۱/۷۔

منافق دوست

۲۔حسن بن علی خزاز کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اہلبیت نبوت علیہم السلام کی محبت اور مودّت کا دم بھرنے والوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ جن کا فتنہ شیعوں کے لئے دجّال سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

میں نے عرض کیا کس طرح اور کس طریقے سے؟

فرمایا: ہمارے دشمنوں کے ساتھ ارادت دکھانا، ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرنا اور ہمارے دوستوں سے دشمنی کرنا۔ کیونکہ جب بھی ایسا ہوتا ہے حق وباطل آپس میں مل جاتے ہیں اور امر مشتبہ ہوجاتا ہے، جس کے نتیجہ میں مومن اور منافق کونہیں پہچانا جاسکے گا۔[1]

حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام میں آپ کے حرم کی عظمت

حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے ثواب کو بیان کرنے سے پہلے ہم امام رضا علیہ السلام کے نورانی حرم کی عظمت کی کچھ وجاہت کرنا چاہیں گے تاکہ زیارت کرتے وقت ہمیں معلوم ہو کہ ہم نے کس بارگاہ میں قدم رکھے ہیں اور ہم خود کو حضرت امام رضا علیہ السلام کے آستانہ مقدس میں بہتر طریقے سے آنحضرتؑ کے حضور پیش کرسکیں۔

۱۔وسائل الشیعہ: ۴۴۱/۱۱۔

اس بارگاہ میں ہمیشہ ملائکہ اور اولیاءخدا حاضر ہوتے ہیں۔حضرت امام رضا علیہ السلام ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''ھذہ البقعة روضة من ریاض الجنّة،و مختلف الملائکة،لایزال فوج ینزل من السماء و فوج یصعد الی أن ینفخ فی الصور[1]''۔

یہ بارگاہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہےاورفرشتوں کی رفت وآمد کی جگہ ہے۔ایک گروہ آسمان سے نیچے آتا ہےاور دوسرا گروہ اوپر جاتا ہے۔یہ سلسلہ تب تک منقطع نہیں ہوگا کہ جب تک صور نہ پھونکی جائے۔

سب فرشتے آنحضرتؑ کے سامنے تب تک کھڑے ہوتے ہیں اوراس وقت تک کھڑے رہیں گے جب تک آپ انہیں بیٹھنے کا حکم نہ دے دیں۔

اس بارے میں امام جواد علیہ السلام سے ایک خوبصورت روایت وارد ہوئی ہے کہ جو اس کلام سے مربوط ہے۔آنحضرتؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک صحابی بیمار ہوگیا۔آنحضرتؑ اس کی تیمارداری کے لئے گئے اور فرمایا:تمہارا کیا حال ہے؟

اس نے عرض کی:آپ کے بعد موت سے ملاقات کی۔(یعنی اس کا مطلب اپنی بیماری کی شدت اورسختی کو بیان کرنا تھا)

امامؑ نے فرمایا:تم نے موت کو کیسا پایا؟

۱۔مستدرک الوسائل:۳۵۷/۱۰۔

عرض کیا: بہت سخت اور دردناک۔

فرمایا: تم نے موت کا دیدار نہیں کیا بلکہ تم نے اس چیز کو دیکھا ہے جو تمہیں آگاہ کرے اور موت کی بعض نشانیوں کو دکھائے۔ موت کی بنسبت لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مر کر راحت پا جاتے ہیں اور دوسرے وہ جن کے مرنے سے دوسروں کو راحت مل جاتی ہے۔

پس پروردگار اور ہم اہلبیت علیہم السلام کی ولایت پر ایمان کو تازہ کرو تا کہ تمہارا شمار پہلی قسم کے لوگوں میں ہو سکے اور تمہیں راحت مل سکے۔

اس شخص نے امام علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا اور پھر عرض کی: اے فرزند رسول خدا! یہ سب پروردگار کے فرشتے ہیں کہ جو درود واحترام اور تحفے وتحائف کے ساتھ آئے ہیں، جو آپ پر سلام بھیج رہے ہیں اور آپ کے سامنے کھڑے ہیں، آپ انہیں بیٹھنے کی اجازت دے دیجئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے فرشتو! بیٹھ جاؤ۔

پھر اس مریض سے فرمایا: ان فرشتوں سے پوچھو کہ کیا انہیں میرے حضور میں بیٹھنے کا حکم ملا ہے؟

مریض نے کہا: میں نے ان سے پوچھا ہے اور انہوں نے جواب دیا ہے کہ خدا نے جن فرشتوں کو خلق کیا ہے اگر وہ سب آپ کے سامنے حاضر ہو جائیں تو وہ سب کے سب تب تک کھڑے رہیں گے کہ جب تک انہیں بیٹھنے کی اجازت نہ ملے۔ خدا نے انہیں یہ حکم دیا ہے[1]۔

۱۔ الدعوات: ۲۴۸۔

جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا حرم فرشتوں کی رفت وآمد کی جگہ ہے۔

اب یہ واضح سی بات ہے کہ سب آئمہ اطہار علیہم السلام کی یہی شان وعظمت ہے اور سب فرشتے ائمہ معصومین علیہم السلام کے سامنے خشوع وخضوع پر مأمور ہیں ۔ان کے مقام ومنزلت سے نہ صرف فرشتے بلکہ اولوا العزم پیغمبر بھی آگاہ ہیں اور وہ اپنی مشکلات اور سختیوں میں خدا کو انہی معصوم ہستیوں کا واستہ دے کر نجات حاصل کرتے ہیں۔

اہلبیت علیہم السلام سے توسل

شیخ صدوقؒ اپنی سند سے امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؑ نے فرمایا:

جب حضرت نوح علیہ السلام غرق ہونے والے تھے تو انہوں نے خدا کو ہمارا واسطہ دے کر پکارا تو خدا نے انہیں غرق ہونے سے نجات دی۔جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے خدا کو ہمارا واسطہ دیا تو خدا نے آگ کو گلزار بنا دیا اور وہ سلامت رہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں عصا مارتے وقت خدا کو ہمارا واسطہ دے کر پکارا تو خدا نے اسے خشک کردیا، جب حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو انہوں نے خدا کو ہمارا واسطہ دیا اور انہیں قتل ہونے سے نجات ملی اور خدا نے انہیں اپنی طرف اوپر بلالیا[۱]۔

۱۔جامع احادیث الشیعۃ:۱۹/۳۰۲،وسائل الشیعۃ:۴/۱۱۴۳(اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں اور معصومینؑ سے منقول دعائیں بھی ان پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ ان میں ان سے توسل زیادہ وارد ہوا ہے)۔

جس طرح خدا کے پیغمبر مشکلات اور سختیوں میں خدا کو اہلبیت علیہ السلام کے نام کا واسطہ دے کر پکارتے تھے، اسی طرح ہمارا بھی وظیفہ ہے کہ ہم بھی اپنی مشکلات اور مصیبتوں (کہ جس میں بڑی مشکل اور مصیبت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت ہے) میں ان معصوم ہستیوں سے متوسل ہوں اور خدا کو ان کا واسطہ دے کر پکاریں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب بھی کسی سخت مصیبت اور مشکل میں گرفتار ہو جاؤ تو خدا کی بارگاہ میں ہمیں وسیلہ قرار دے کر مدد طلب کرو، کیونکہ خداوند کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾[1]

اور اللہ ہی کے لئے بہترین نام ہیں لہذا اسے ان ہی کے ذریعہ پکارو۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خدا کی قسم! خدا کے وہ نیک نام ہم ہیں کہ خدا ہماری معرفت کے بغیر کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرے گا[2]۔

ہر جگہ ان معصوم ہستیوں سے متوسل ہونا ممدوح ہے اور واضح ہے کہ اگر ان معصومین علیہم السلام کے حرم میں ان سے متوسل ہوں تو اس کا اثر بہت زیادہ ہوگا۔ جس طرح ان کے حرم میں نماز پڑھنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

۱۔ سورۂ اعراف، آیت ۱۸۰۔

۲۔ جامع احادیث الشیعۃ: ۲۹۷/۱۹۔

ائمہ اطہار علیہم السلام کے حرم میں نماز پڑھنے کی فضیلت

مرحوم محدث قمیؒ لکھتے ہیں کہ جلیل القدر عالم اور بے نظیر فقیہ شیخ خضر شلال ؒ نے اپنے مزار میں فرمایا:

عقلی اور نقلی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ، حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور اسی طرح تمام ائمہ اطہارؑ کے حرم مبارک میں نماز پڑھنا، مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے افضل ہے کہ جہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسرے مقامات پر نماز پڑھنے کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے حالانکہ مسجد النبی میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری جگہوں پر نماز پڑھنے کے ثواب سے دس ہزار گنا زیادہ ہے۱۔

البتہ یہ واضح و روشن ہے کہ محترم مجاورین اور زائرین کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کی بھی رعایت کریں۔

ہم نے اب تک جو کچھ ذکر کیا وہ حضرت امام رضا علیہ السلام اور دوسرے تمام معصومینؑ کے حرم کے بارے میں تھا۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بعض شہر بھی کچھ خاص خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔

اب ان دو روایات پر توجہ کریں۔

۱۔ ہدیۃ الزائرین و بہجۃ الناظرین ۱۹۰۔

نجف، کربلا اور طوس کی فضیلت

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"اربعة بقاع ضجّت الی اللّه أیّام الطوفان:

البیت المعمور فرفعه اللّٰه والغري و کربلاء و طوس[۱]"

طوفان کے ایام میں (حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں آنے والا طوفان) خدا کی بارگاہ میں چار سرزمین نے بقاع کیا: بیت المعمور کہ جسے خداوند کریم اوپر لے گیا، نجف، کربلا اور طوس۔

یہ روایت صراحت سے بیان کر رہی ہے کہ طوس کی سرزمین، نجف اور کربلا کی طرح کچھ خاص خصوصیات کی حامل ہیں۔

صاحب کتاب وافی فرماتے ہیں:

ان سرزمینوں کی خدا کے نزدیک فریاد اس لئے تھی کہ طوفان کی وجہ سے کوئی باقی نہیں بچے گا کہ جو ان زمینوں پر خدا کی عبادت کرے۔ اسی وجہ سے خدا نے انہیں اپنے اولیاء کا مدفن قرار دیا۔

اس مقدس زمین میں بننے والا پہلا محل "سناباذ" تھا کہ جسے اسکندر ذوالقرنین نے بنایا کہ جو شہر طوس بننے سے پہلے تک رائج تھا[۲]۔

....

۱۔ بحار الانوار: ۱۰۲/۹۳ ح ۳۸۔

۲۔ عجائب زیارۃ الامام الرضا علیہ السلام: ۲۵۔

ایک دوسری روایت میں طوس کی مقدس سرزمین کی فضیلت کے بارے میں یوں وارد ہوا ہے:

داؤد بن قاسم جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد بن علی الجوادؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"انّ بین جبلي قبضة قبضت من الجنّة،من دخلها کان آمناًیوم القیامة من النّار[1]"

دو پہاڑوں کے درمیان طوس ایسا خطہ ہے کہ جو جنت سے لیا گیا ہے، جو اس جگہ داخل ہو وہ قیامت کے دن آتش جہنم سے امان میں ہوگا۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم کے علاوہ شہر طوس بھی خاص عظمت و احترام کا مالک ہے۔لہٰذا زائرین اور مجاورین محترم کو چاہئے کہ وہ اس سر زمین کے احترام کی رعایت کریں۔

ان مطالب سے قطع نظر ہم حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں دعا و توسل کے بارے میں ایک خوبصورت واقعہ نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس سے نتیجہ اخذ کریں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں دعا

ابو العباس احمد بن حاکم کہتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبداللہ (جو کہ "مرو رود" کے حاکم اور راویان حدیث میں سے تھے) سے سنا کہ انہوں نے کہا:

....

۱۔ وسائل الشیعۃ: ۴۳۶/۱۰۔

میں مشہد حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا، وہاں میں نے ایک ترک زبان شخص کو دیکھا کہ جو حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں داخل ہوا اور وہ امامؑ کے بالا سر کھڑا ہو کر گریہ و زاری اور ترکی زبان میں دعا کرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا: پروردگارا! اگر میرا بیٹا زندہ ہے تو اسے مجھ سے ملا دے اور اگر وہ مر گیا ہے تو مجھے اس کی خبر سے آگاہ فرما۔

میں ترکی زبان سے آشنا تھا لہذا میں سمجھ گیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کی کیا حاجت ہے۔ میں نے اس سے کہا اے شخص! تمہیں کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا: میرا ایک بیٹا تھا جو اسحاق آباد کی جنگ میں میرے ساتھ تھا، وہ گم ہو گیا ہے اور اب اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اس کی ماں ہمیشہ اس کے لئے روتی رہتی ہے۔ میں یہاں اسی مشکل کے لئے دعا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں سنا ہے کہ اس حرم میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میرا دل اس کی حالت پر تڑپ اٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے آیا تا کہ اس دن اس کی دعوت کروں۔ ہم جوں ہی مسجد گوہر شاد سے باہر نکلے تو ایک بلند قامت جوان کہ جس کی جلد ہی داڑھی نکلی تھی اور پیوند لگے کپڑے پہنے تھا، ہم سے ملا، اس شخص نے جیسے ہی اسے دیکھا تو فوراً اس کی طرف دوڑا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور رونے لگا۔ وہ اس کا وہی بیٹا تھا کہ جس کے بارے میں اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں دعا مانگی تھی۔

اس سے پوچھا کہ تم کس طرح یہاں پہنچے؟

اس نے جواب دیا کہ اسحاق آباد کی جنگ کے بعد میں طبرستان چلا گیا اہل دیلم کا ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا اور میری پرورش کی اب جب کہ میں اس عمر میں پہنچا ہوں تو اپنے

گمشدہ ماں باپ کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑا۔ مجھے ان کی کوئی خبر نہیں تھی۔ ایک گروہ اس طرف آرہا تھا، میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور یہاں پہنچ گیا۔

اس ترک زبان شخص نے کہا کہ اس حرم نے میرے لئے جو کچھ آشکار کر دیا اس سے میرا یقین اس مکان پر کامل اور مستحکم ہو گیا ہے۔ اس نے وہاں قسم کھائی کہ وہ جب تک زندہ ہے، تب تک اس صحن اور اس بارگاہ سے جدا نہیں ہوں گا۔ آغاز و انتہا، آشکار و پنہاں ہر حال میں حمد و ثناء صرف خدا کے لئے ہے اور درود و سلام ہو پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ؐ اور ان کی آل پاک پر[1]۔

اے کاش ہم جان جاتے کہ نہ صرف اس جوان اور اس کی مانند دوسرے افراد بلکہ ہم بھی گم ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ہم اپنے وقت کے امام سے دور ہو چکے ہیں اور ہم انہیں تلاش نہیں کر پا رہے۔

ہمیں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام اور دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام کے حرم میں عالم بشریت کے منجی اور وقت کے امام حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کو پانے کے لئے دعا اور توسل کرنا چاہئے۔

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۹۲۔

آٹھویں امامؑ کی زیارت کے ثواب کے بارے میں معصومین علیہم السلام سے منقول آٹھ روایات

اب تک ہم نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ کے بارے میں کچھ نکات بیان کئے ہیں ۔اب ہم حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے ثواب کے بارے میں آٹھ روایات نقل کرتے ہیں ۔

پہلی روایت

شیخ صدوقؒ اپنی سند سے رسول اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''سیدفن بضعة منّي بأرض خراسان لا يزورها مؤمن الاّ أوجب اللّه عزّ و جلّ له الجنة، و حرّم جسده على النّار[1]''

جلد ہی میرے تن کا ٹکڑا سر زمین خراسان پر دفن ہوگا۔کوئی مؤمن بھی اس کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ خداوند کریم اس کے لئے جنت واجب کردے اوراس کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام کردے۔

۱۔عیون اخبار الرضا ؑ:۲/۲۵۸؛وسائل الشیعۃ:۱۰/۴۳۶۔

دوسری روایت

نعمان بن سعید کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"سيقتل رجل من ولدي بأرض خراسان بالسمّ ظلماً، اسمه اسمي و اسم ابيه اسم ابن عمران موسى.

الا فمن زاره في غربته غفر اللّٰه تعالى ذنوبه ما تقدّم منها وما تأخّر، ولو كانت مثل عدد النجوم و قطر الأمطار و ورق الأشجار[1]"

جلد ہی میرے ایک فرزند کو سرزمین خراسان پر زہر دے کر ظلم و ستم سے شہید کیا جائے گا۔ اس کا نام میرا نام اور اس کے والد کا نام عمران کے بیٹے (موسیٰ) کا نام ہے۔

آگاہ ہو جاؤ جو بھی اس کی شہر غربت میں زیارت کرے خداوند اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ ستاروں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

تیسری روایت

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبروں اور اوصیاء کے علم کے وارث ابوجعفر محمد بن علی، امام باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۶۲، وسائل الشیعۃ: ۱۰/۴۳۵۔

سید العابدینؑ نے اپنے والد گرامی سید الشہداء علیہ السلام اور آپ نے اپنے والد گرامی سید الاوصیاء حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور آپ نے رسول اکرمؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

ستدفن بضعة منّي بأرض خراسان،ما زارها مكروب الاّ نفّس اللّٰه كربته،ولا مذنب الاّ غفر اللّٰه ذنوبها[1]"

جلد ہی میرے تن کا ٹکڑا سر زمین خراسان پر دفن ہوگا۔کوئی بھی غم زدہ اس کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کا غم برطرف ہو جائے اور کوئی گناہگار اس کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں۔

چوتھی روایت

حمزة بن حمران کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

"يقتل حفدتي بأرض خراسان في مدينة يقال لها"طوس"من زاره اليها عارفاً بحقّه اخذته بيدي يوم القيامة فأدخلته الجنّة و ان كان من أهل الكبائر "

میرے پوتے کو طوس نامی شہر میں شہید کیا جائے گا،جو بھی اس کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت کرے،قیامت کے دن اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔اگر چہ وہ اہل گناہان کبیرہ ہو۔

۱۔عیون اخبار الرضاؑ:۲/۲۶۱،وسائل الشیعۃ:۱۰/۴۳۵،۴۳۷۔

میں نے عرض کیا ان کے حق کی معرفت کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے؟

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''یعلم انّه امام مفترض الطاعة شهید،من زاره عارفاً بحقّه اعطاه اللّٰه تعالٰی له اجر سبعین ألف شهید ممّن استشهد بین یدي رسول اللّٰه علی حقیقة [1]''

یہ جانتا ہو کہ وہ واجب الاطاعت امام ہیں (یعنی ان کی اطاعت ہر کسی پر واجب ہے) اور وہ (لوگوں کے اعمال کے) شہید و شاہد ہیں۔ جو بھی اس معرفت کے ساتھ ان کی زیارت کرے خداوند اسے ستر ہزار ایسے شہیدوں کی پاداش دے گا کہ جو رسول اکرمؐ کے ہمرکاب شہید ہوں۔

پانچویں روایت

سلیمان بن حفص مروزی کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"انّ ابني عليّ مقتول بالسم ظلماً و مدفون الی جنب هارون بطوس،من زاره کمن زار رسول اللّٰه [2]"

....

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۶۳، وسائل الشیعۃ: ۱۰/ ۴۳۵، بحار الانوار: ۱۰۲/ ۳۵ ح ۱۷، ۱۹۔

۲۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۶۴، وسائل الشیعۃ: ۱۰/ ۴۳۸

میرا فرزند علی ظلم و ستم کے ساتھ زہر کے ذریعہ قتل کیا جائے گا اور وہ سرزمین طوس میں ہارون کے کنارے دفن ہوگا، جو بھی اس کی زیارت کرے گویا وہ ایسے ہے کہ جیسے اس نے رسول اکرم ؐ کی زیارت کی ہو۔

چھٹی روایت

سلیمان بن حفص مروزی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہا السلام سے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا:

"من زار قبر ولدي عليّ كان له عند الله تعالى سبعون حجّة مبرورة"

جو بھی میرے فرزند علی کی قبر کی زیارت کرے، اس کے لئے خدا کے نزدیک ستر مقبول حج کا ثواب ہے۔

میں نے عرض کیا ستر حج؟

فرمایا: ہاں اور ستر ہزار حج

پھر فرمایا:

"ربّ حجّة لا تقبل و من زاره أو بات عنده ليلة كان كمن زار الله تعالى في عرشه"

کتنے ایسے حج ہیں کہ جو قبول نہیں ہوتے لیکن جو بھی اس کی زیارت کرے یا ایک رات اس کے پاس رہے تو وہ اس کی مانند ہے کہ جیسے عرش پر خدا کی زیارت کی ہو۔

میں نے عرض کی کہ اس کی مانند کہ جس نے عرش پر خدا کی زیارت کی ہو؟

فرمایا: ہاں! جب روزِ قیامت برپا ہوگا تو سابقین سے چار افراد اور لاحقین سے چار افراد خدا کے عرش پر ہوں گے۔ سابقین میں سے نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور لاحقین میں محمدؐ، علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہوں گے۔ پھر اعمال کی رسی کو کھینچا جائے گا اور قبورِ آئمہ علیہم السلام کے زائرین ہمارے ساتھ بیٹھیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ ان میں سے رتبہ کے لحاظ سے بلندترین اور عطا و بخشش کے لحاظ سے بہترین میرے فرزند علی کی قبر کے زائرین ہوں گے[1]۔

ساتویں روایت

حضرت عبدالعظیم حسنی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

''ضمنت لمن زار أبي بطوس عارفاً بحقّه الجنّة على اللّه تعالى[2]''

جو میرے بابا کی طوس میں ان کے حق کی معرفت کے ساتھ زیارت کرے، میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۶۳، بحار الانوار: ۱۰۲/۳۵۔

۲۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۹۵، وسائل الشیعہ: ۱۰/۴۳۵، ۴۳۷، بحار الانوار: ۱۰۲/۳۷۔

آٹھویں روایت

حضرت عبدالعظیم حسنیؑ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ہادی علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

''أهل قم و أهل آبة مغفور لهم،لزيارتهم لجدّي عليّ بن موسى الرضا علیہ السلام **بطوس، ألا و من زاره فأصابه في طريقه قطرة من السماء حرّم الله جسده على النّار[۱]''**

اہل قم اور اہل آبہ کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں، چونکہ وہ میرے جد علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام کی طوس میں زیارت کرتے ہیں۔

جان لو کہ جو بھی ان کی زیارت کرے اور راستے میں بارش کا کوئی ایک قطرہ بھی اس پر پڑ جائے تو خدا اس کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام کردے گا۔

آٹھویں امام علیہ السلام کی زیارت کے ثواب کے بارے میں آپ سے منقول آٹھ روایات

پہلی روایت

شیخ صدوق اپنی سند سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

....

۱۔عیون اخبار الرضاؑ:۲/۲۶۴،وسائل الشیعہ:۱۰/۴۳۸،بحار الانوار:۱۰۲/۳۸

"من زارني علي بُعد داري، أتيته يوم القيامة في ثلاث مواطن حتّي أُخلصه من أهوالها: اذا تطايرت الكتب يميناً و شمالاً و عند الصراط و عند الميزان[1]"

جو بھی میرے مزار سے دور ہونے کے باوجود میری زیارت کرے میں قیامت کے دن تین جگہ اس کے دیدار کے لئے جاؤں گا اور اسے سختیوں اور وحشتوں سے نجات دوں گا۔

جب ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

جب وہ صراط سے گزرنا چاہیں گے۔

میزان اور اعمال کو تولتے وقت۔

دوسری روایت

اہل خراسان میں سے ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے فرزند رسول خداؐ! میں نے خواب میں رسول اکرمؐ کی زیارت کی گویا انہوں نے مجھ سے فرمایا:

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب میرا ایک پارۂ تن تمہاری زمین پر دفن ہوگا، جب میری امانت تمہارے سپرد کی جائے گی اور میرا ستارہ تمہاری زمین میں پنہاں ہوجائے گا۔

۱۔ عیون اخبار الرضا: ۲/۲۵۸، وسائل الشیعہ: ۱۰/۴۳۳

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"أنا المدفون بارضكم ،وانا بضعة نبيّكم فأنا الوديعة و النجم"

"ألا و من زارني و هو يعرف ما اوجب اللّٰه تبارک و تعالىٰ من حقّي وطاعتي فأنا و آبائي شفعاؤه يوم القيامة و من كنّا شفعآئه نجى ولو كان عليه مثل و زر الثقلين الجنّ الانس[۱]"

میں ہی ہوں تمہاری زمین میں دفن ہونے والا اور تمہارے پیغمبر کے جسم کا ٹکڑا، میں ہی ہوں وہ امانت اور وہ ستارہ۔

آگاہ ہو جاؤ کہ جو بھی میرے حق کی معرفت کے ساتھ کہ جسے خدا نے میرے لئے واجب کیا ہے، میری زیارت کرے اور میری اطاعت پر ملتزم ہو تو میں اور میرے بابا روز قیامت اس کے شفیع ہوں گے اور جس کے شفیع ہم ہوں وہ اہل نجات میں سے ہوگا۔ اگر چہ اس کے گناہ جن و انس کے گناہوں کی مانند گناہ ہوں۔

پھر فرمایا: میرے بابا نے میرے جد اور آپ نے اپنے بابا سے روایت کی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

جو خواب میں میری زیارت کرے، اس نے حقیقتاً میری زیارت کی۔ کیونکہ شیطان ہر گز میری اور میرے اوصیاء و جانشین اور میرے شیعوں میں سے کسی کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا اور بلا شک و شبہ سچے خواب نبوت کے ستر جزؤں میں سے ایک جزء ہے۔

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۶۰، وسائل الشیعۃ: ۱۰/۴۳۶، بحار الانوار: ۱۰۲/۳۲۔

تیسری روایت

علی بن حسن بن فضال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"انا مقتول و مسموم و مدفون بأرض غربة أعلم ذلک بعهد عهده الیّ أبي عن أبیه، عن آبائه، عن علي بن ابی طالبؑ، عن رسول اللّٰه"

"ألا فمن زارني في غربتي کنت أنا و آبائي شفعائه یوم القیامة، ومن کنّا شفعآءه نجی ولو کان علیه مثل و زر الثقلین[1]"

مجھے قتل کیا جائے گا اور زہر دیا جائے گا اور میں سرزمین غربت میں دفن ہوں گا میں اسے اس زمانہ سے جانتا ہوں کہ جب میرے بابا نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ور انہوں نے رسول اکرمؐ سے مجھے سپرد کیا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ اور جان لو کہ جو بھی غربت میں میری زیارت کرے میں اور میرے بابا روز قیامت اس کے شفیع ہوں گے اور ہم جس کے شفیع ہوں وہ نجات پا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے گناہ جن وانس کے گناہوں کی مانند ہوں۔

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۶۶، بحار الانوار: ۱۰۲/۳۴۔

چوتھی روایت

ابا صلت ہروی نے کہا: میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا کہ اہل قم کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سلام کیا اور امامؑ نے انہیں جواب دیا اور انہیں اپنے پاس بیٹھا لیا اور فرمایا:

''مرحباً بكم و أهلاً فأنتم شيعتنا حقاً، و سيأتي عليكم يوم تزورونى فيه تربتي بطوس. ألا فمن زارني و هو على غسل خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمّه[1]''

مرحبا خوش آمدید تم لوگ حقیقتاً میرے شیعوں میں سے ہو اور ایک دن آئے گا کہ جس دن تم طوس میں میری قبر کی زیارت کروگے۔

جان لو کہ جو بھی غسل کر کے میری زیارت کرے وہ اسی طرح گناہوں سے پاک ہو جائے گا کہ جس دن ماں نے اسے جنم دیا ہو۔

پانچویں روایت

بزنطی نے روایت کی ہے کہ حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہا السلام نے اپنے نامہ مبارک رقوم فرمایا تھا کہ جسے میں نے قرائت کیا:

" أبلغ شيعتي أنّ زيارتي تعدل عند اللّه ألف حجّة ''

....

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۶۴؛ وسائل الشیعۃ: ۱۰/۴۴۶۔

میرے شیعوں تک یہ پہنچا دو کہ خدا کے نزدیک میری زیارت کا ثواب ہزار حج کے برابر ہے۔

بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جواد الائمہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہزار حج کا ثواب؟

امامؑ نے فرمایا: بلکہ خدا کی قسم جو آنحضرتؑ کی معرفت کے ساتھ ان کی زیارت کرے اس کے لئے ہزار ہزار (ایک ملین) حج کا ثواب ہے[1]۔

چھٹی روایت

عبدالسلام بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا:

''اِنّي سأُقتل بالسمّ مظلوماً واُقبر الى جنب هارون الرشيد ويجعل الله عزّ وجلّ تربتي مختلف شيعتي وأهل محبّتي ، فمن زارني في غربتي وجبت له زيارتي يوم القيامة ''

''والّذى اكرم محمداً بالنّبوة واصطفاه على جميع الخليقة لايصلّي أحد منكم عند قبري الاّ استحقّ المغفرة من الله عزّوجلّ يوم يلقاه ''

....

۱۔ وسائل الشیعۃ: ۱/۴۴۴، بحارالانوار: ۱۰۲/۳۳۔

"والّذي أكرمنا بعد محمدٍصلّى اللّٰه عليه وآله وسلم بالامامة، وخصّنا بالوصيّة،اِنّ زوّار قبري أكرم الوفود على اللّٰه عزّوجلّ يوم القيامة، وما من مؤمن يزورني فتصيب وجهه قطرة من الماء اِلاّ حرّم اللّٰه جسده على النّار[1]"

میں جلد ہی زہر جفا سے مظلومانہ طور پر قتل کیا جاؤں گا اور ہارون کی قبر کے برابر دفن کیا جاؤں گا۔خداوند میرے مرقد کو میرے محبوں اور شیعوں کی رفت وآمد کا مرکز قرار دے گا۔جو بھی غربت میں میری زیارت کرے تو مجھ پر واجب ہوگا کہ قیامت کے دن اس کی زیارت کروں۔

مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے حضرت محمدؐ کو نبوت کے ذریعہ عزت دی اور ان کو تمام مخلوقات پر فوقیت دی کہ تم میں سے کوئی بھی میری قبر کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا مگر یہ کہ وہ اس دن خدا کی بخشش کا مستحق ہو کہ جس میں اس سے ملاقات کرے گا۔

مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے حضرت محمدؐ کے بعد ہمیں امامت کے لئے گرامی قرار دیا اور مخصوص ولایت دی کہ میری قبر کے زائرین قیامت کے دن خدا کے حضور باعزت ترین ہوں گیا ورکوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ جو اس حال میں میری زیارت کرے کہ اس کے چہرہ پر بارش کا قطرہ پڑے مگر یہ کہ خداوند اس کے بدن کو آتش جہنم پر حرام نہ کردے۔

۱۔وسائل الشیعہ:۴۳۹/۱۰،بحارالانوار:۳۶/۱۰۲۔

ساتویں روایت

عبد السلام بن صالح ہروی حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؑ حمید بن قحطبہ کی ایک جگہ داخل ہوئے کہ جہاں ہارون کی قبر تھی۔

پھر آپ نے فرمایا:

"هذه تربتي وفيها اُدفن، وسيجعل اللّٰه هذا المكان مختلف شيعتي وأهل محبّتي، واللّٰه لايزورني منهم زائر، ولايسلّم عليّ منهم مسلم الاّ وجب له غفران اللّٰه ورحمته بشفاعتنا أهل البيت"

یہ میری قبر کی جگہ ہے اور میں یہاں دفنایا جاؤں گا اور خداوند جلد ہی اس جگہ کو میرے شیعوں اور محبوں کی رفت و آمد کا مرکز قرار دے گا، خدا کی قسم ان میں سے کوئی بھی میری زیارت نہیں کرے گا اور سلام کرنے والا مجھ پر سلام نہیں کرے گا مگر یہ کہ ہماری شفاعت سے اس پر خداوند عالم کی رحمت اور بخشش واجب ہو جائے گی۔

پھر آپ قبلہ رخ کھڑے ہو گئے اور چند رکعت نماز بجالائی اور دعا پڑھی، جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے ایک طولانی سجدہ کیا۔ میں نے گنا کہ انہوں نے سجدے میں پانچ سو تسبیحات پڑھیں اور پھر واپس چلے گئے[۱]۔

۱۔ وسائل الشیعۃ: ۴۳۹/۱۰، ۴/۳؍۱۰۷، بحارالانوار: ۱۹۸/۸۶۔

آٹھویں روایت

یاسر خادم کہتے ہیں: حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہا السلام نے فرمایا:

''لاتشدّ الرحال الی شيء من القبور الاّ الی قبورنا ألا وانّي مقتول بالسـمّ ظلماً ومدفون في موضع غربة، فمن شدّ رحله الی زیارتي استجیب دعاؤه وغفرله ذنوبه[۱]''

ہماری قبروں کے علاوہ کسی قبر کی طرف سامان سفر نہ باندھو۔ جان لو کہ میں زہر جفا سے مظلومانہ قتل کیا جاؤں گا اور غربت کی جگہ پر دفن کیا جاؤں گا۔ جو بھی میری زیارت کے لئے سامان سفر باندھے اس کی دعا مستجاب اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام و اہلبیت اطہار علیہم السلام کی زیارت کے ثواب کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں، ان میں ثواب کی مقدار اور کیفیت میں فرق نظر آتا ہے۔ روایات میں اس طرح کے اختلاف کو حل کرنے کے لئے اس نکتہ کی طرف توجہ کریں۔

جیسا کہ ہم نے کہا کہ پوری دنیا سے لوگ حضرت علی بن موسی الرضا علیہا السلام کی زیارت کے لئے آتے ہیں کہ جو فرہنگ وثقافت، ظاہری آداب، کلچر اور روحانی ومعنوی جہات سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ سب چیزیں افراد کی کیفیت زیارت میں اثر رکھتی ہیں۔

۱۔ وسائل الشیعہ: ۱۰/۴۴۱، بحار الانوار: ۱۰۲/۳۶۔

یہ واضح ہے کہ جس طرح زوّار کی زیارت کی کیفیت میں فرق ہوتا ہے اسی طرح ان کے ثواب میں بھی بہت فرق ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح سی بات ہے کہ جو اخلاق، رفتار اور عقیدہ کے لحاظ سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے زیادہ نزدیک ہوگا، اسے ثواب بھی زیادہ ملے گا۔

اس بناء پر زائرین کے ثواب کی مقدار کو بیان کرنے والی روایات میں اختلاف، خود زائرین کے روحانی و معنوی مراحل اور زیارت کی کیفیت میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔

کن کی زیارت قبول ہوگی؟

کیا صرف اولیاء خدا کی زیارت قبول ہوتی ہے یا گناہکاروں کے لئے بھی زیارت کی قبولی کا کوئی راستہ ہے؟ اگر اس کی کوئی راہیں ہیں تو وہ کیا ہیں؟

اس سوال کے جواب کے لئے اس نکتہ پر غور کریں۔

پاک دل کے مالک اور اپنے باطنی حرم (یعنی دل) کی پاسداری کرنے والے اور گناہ سے پرہیز کرنے والے حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں معنوی ضیافت تک پہنچ جاتے ہیں اور ان پر حضرت امام رضا علیہ السلام کی عنایات ہوتی ہیں اور وہ مقبول زیارت کے ساتھ واپس لوٹتے ہیں۔

ہم ایسے لوگوں سے التماس دعا کہتے ہیں اور ان سے چاہتے ہیں کہ بہترین روحانی و معنوی حالات میں اس نکتہ پر ضرور توجہ کریں کہ زمانۂ غیبت میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کی غیبت اور ان کے ظہور کی تعجیل سے بڑھ کر کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ لہذا اسے اپنی سب سے بڑی حاجت سمجھتے ہوئے سب سے پہلے یہی دعا کریں۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ دل کی حرمت کی حفاظت وپاسداری نہ کرنے والے اور اسے گناہوں کے ذریعے نقصان پہنچانے والے کس طرح حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوں اور تمام کمی وکاستی کے باوجود کس طرح سے اس رؤف امامؑ کی توجہ کا مرکز قرار پائیں؟

ہم کس طرح سے اس دل کے ساتھ جس کو گناہوں سے آلودہ کرلیا اور آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا کرلیا ہے، حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کرسکتے ہیں اور ان کی توجہ اور عنایت کا مرکز بن سکتے ہیں؟

ہم کس طرح اپنے گناہوں کے آثار ختم کرسکتے ہیں اور کس طرح اس رؤف امامؑ سے روحانی شفا لے سکتے ہیں؟

ہم کس حال اور کس کیفیت میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے جائیں کہ ہمارے تمام تر گناہوں اور معصیتوں کے باوجود آنحضرتؑ ہم سے نہ صرف منہ نہ موڑیں بلکہ ہماری زیارت کو بھی قبول کرلیں اور ہم کو مورد لطف وکرم قرار دیں؟

یہ بہت اہم سوال ہیں کہ جن کے جواب سے آگاہ ہونے سے بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہم ان سوال کا جواب دینے سے پہلے آپ کی توجہ اس واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہیں گے۔

نقل ہوا ہے کہ ایک دن کوئی فقیر کسی بادشاہ کے پاس گندے اور پھٹے پرانے لباس کے ساتھ آیا تو اس کے آنے سے بادشاہ کے ماتھے پر بل پڑھ گئے۔ بادشاہ کے قریبی نے فقیر سے کہا کہ اے گستاخ! تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ گندے اور پرانے لباس کے ساتھ بادشاہ کے پاس آنا عیب ہے؟

اس نے جواب دیا کہ گندے لباس کے ساتھ بادشاہ کے پاس آنا عیب نہیں ہے، لیکن گندے اور پھٹے پرانے کپڑوں کے ساتھ بادشاہ کی محفل سے اٹھ کر واپس جانا عیب ہے۔

بادشاہ کو یہ جواب بہت پسند آیا اور اس نے فقیر کو بہت ہی مہنگے لباس اور خلعت عطا کیے[۱]۔

اس داستان سے معلوم ہوا کہ فقیر کی ظاہری آلودگی نہ صرف بادشاہ کے لطف و کرم کے مانع نہیں ہوئی بلکہ اس فقیر کو بادشاہ کی سخاوت پر اعتقاد کی وجہ سے قیمتی کپڑے بھی مل گئے اور بادشاہ بھی اس سے خوش ہو گیا۔

اس داستان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح کبھی ظاہری آلودگی اور گندگی مجازی بادشاہوں کے کرم کے مانع نہیں ہوتی اسی طرح کبھی کبھی ظاہری و باطنی آلودگی نہ صرف حقیقی سلطانوں (اہلبیت اطہار علیہم السلام) کے جود و سخاوت کے مانع نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی ان کے لطف و کرم کی بارش کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب انسان ایسے راستوں سے داخل ہو کہ جو اہلبیت علیہم السلام کی بیشتر محبت اور عنایات کو حاصل کرنے کا سبب بنے۔

اس ہدف و مقصد تک پہنچنے کے لئے کچھ راہیں موجود ہیں۔ جیسے اہلبیت علیہم السلام میں سے بعض کو واسطہ قرار دینا۔ جیسے حضرت امام رضا علیہ السلام، حضرت امام جواد علیہ السلام کا واسطہ دینا کہ جو امامؑ کے لطف و کرم اور عنایات کے اضافہ کا موجب ہے۔

۱۔ کشکول امامت: ۳/۳۵۶۔

یہاں ہم ایسی ہی کچھ راہیں بیان کریں گے کہ بعض جہتوں سے جو لوگوں کی کیفیت اور حالت کے مناسب ہے ۔اس مطلب کو بیان کرنے سے پہلے ایک مثال ذکر کرتے ہیں تا کہ مطلب واضح ہو جائے ۔

بعض افراد لوگوں کا سامان اٹھانے اور حمل ونقل کا کام کرتے ہیں ۔وہ لوگوں کا وزن اپنے کندھوں پر اٹھا کر انہیں ان کی منزل تک پہنچاتے ہیں ۔ ایسے افراد کبھی اتنا وزنی سامان اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں کہ وہ اسے زمین پر رکھنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں ۔یہاں انہیں دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑھتی ہے ۔حالانکہ وہ ہلکا سامان آسانی سے اپنے کندھوں سے اتار لیتے ہیں ۔گناہوں کا وزن بھی اسی طرح ہے ۔کبھی انسان آسانی سے توبہ کرسکتا ہے اور خود کو گناہوں کی سنگینی سے نجات دے سکتا ہے ۔لیکن کبھی گناہوں کا بوجھ اتنا وزنی، سنگین اور کمر شکن ہوتا ہے کہ انسان مدد کے بغیر خود کو نجات نہیں دے سکتا ۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شاید انسانوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اسی دوسری قسم سے ہے کہ جس سے نجات اور رہائی کے لئے اسی راہ کو اختیار کرنا پڑے گا۔

جس انسان نے کئی سال تک اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیا ہو اور اسے لگام نہ دی ہو اور اپنے گناہوں میں بے تحاشا اضافہ کیا ہو ۔جس انسان کو غیبت کے زمانے کی تاریکی میں زندگی گزارنے، غفلت اور اپنے زمانے کے امامؑ سے دوری کی عادت ہو چکی ہو اور جس نے اپنے وقت کے امامؑ کے لئے کوئی خدمت انجام نہ دی ہو، وہ انسان کس طرح کسی کی مدد کے بغیر اچانک گناہوں سے دوری اور امام زمانہ ارواحنافداہ سے غفلت کو چھوڑ سکتا ہے؟

وہ کس طرح اپنی زندگی کا ایک حصہ گناہوں اور غفلت میں گزارنے کے بعد اس سے

نجات حاصل کرسکتا ہے؟

اس سوال کے جواب کے لئے ہم آپ کی توجہ اسی شخص کے واقعہ کی طرف مبذول کرانا چاہیں گے کہ جو بادشاہ کے دربار میں گندے کپڑوں کے ساتھ گیا، لیکن اس کے باوجود وہ وہاں سے قیمتی اور گرانبھا لباس کے ساتھ واپس لوٹا۔

اگر ہم گناہوں کے بوجھ سے جھکی ہوئی کمر کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں شرفیاب ہوں، اگرچہ یہ پسندیدہ نہیں ہے لیکن یہ کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا کام پاکسازی اور معاف کرنا ہے لہذا یہ مہم نہیں ہے بلکہ اہم یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم گناہوں کے بوجھ کے ساتھ حرم میں داخل ہوں اور اسی بوجھ کے ساتھ وہاں سے واپس آ جائیں۔

ہمیں کریم اور رؤف امام حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام سے عرض کرنا چاہئے کہ ہمارے گناہوں کا بوجھ اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ جسے ہم اکیلے اپنے کندھوں سے نہیں اتار سکتے، بلکہ ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہم آپ کی مدد سے ان گناہوں کی سنگینی سے نجات پانا چاہتے ہیں۔

یقین جانیں کہ اگر انسان صرف زبان کی حد تک ہی نہیں بلکہ خلوص دل اور اپنے تمام وجود اور دل کی گہرائیوں سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے مدد طلب کرے اور خود کو گناہوں کو ترک کرنے سے عاجز سمجھتا ہو تو آنحضرت یقیناً اس کی مدد فرمائیں گے اور اس کے کندھوں سے گناہوں کا بوجھ بھی اتار دیں گے اس کی دست رسی کریں گے اور محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھیں گے اور اپنی با اعجاز نگاہوں سے اسے پاک کر کے اس میں تبدیلی ایجاد کر دیں گے۔

اگر چہ حضرت امام رضا علیہ السلام کو ہماری زینہ سازی کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمیں اپنی نجات کے لئے زینہ سازی کرنی چاہئے۔

اس کی زینہ سازی یہ ہے کہ ہمیں ان کی طرح سے حرم میں داخل نہیں ہونا چاہئے کہ جو اپنے خدا کو بھول چکے ہوں اور جو اپنے گناہوں کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوں۔ بلکہ ہمیں یہ درک کرنا چاہئے کہ ہم زمانہ غیبت میں گناہوں اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے غفلت کے عادی ہو چکے ہیں اور اس عادت کو ترک کرنے کے لئے ہمیں حضرت امام رضا علیہ السلام کی مدد کی ضرورت ہے۔

ہمیں حرم مطہر میں اس جرم کا اقرار کرنا چاہئے اور ہمیں مکمل صداقت سے آنحضرتؑ کی بارگاہ میں غفلت کے اس بھنور سے نجات کی دعا کرنی چاہئے۔

اسی صورت میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی محبت و شفقت بھری نگاہ ہمارے تاریک دل کو شفا بخشے گی۔ جس کے نتیجہ میں ہم ان دلیروں اور شیر دل افراد کے زمرہ میں شامل ہو سکیں گے جنہوں نے اپنے نفس سے دلیرانہ جنگ کی اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے اخلاق و کردار کی ایک جھلک

کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں آیا ہے کہ ابراہیم بن عباس حضرت امام رضا علیہ السلام کے اعلی اخلاق کی خصوصیات کی توصیف میں کہتے ہیں:

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنی بات سے کسی کی دل آزاری کی ہو۔

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی کسی کی بات کو کاٹا ہو بلکہ وہ صبر کرتے تا کہ وہ اپنی بات کو پورا کر لے۔

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی کسی ضرورت مند کو خالی بھیج دیا ہو بلکہ جس قدر ممکن ہوتا وہ اس کی مدد کرتے۔

آپ کبھی بھی اپنے ساتھ بیٹھنے والوں سامنے اپنے پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے اور کبھی بھی اپنے ہمنشین کے سامنے تکیہ نہ کرتے۔

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنے کسی غلام یا کنیز کو برا بھلا کہا ہو۔

کبھی بھی ان کو تھوکتے ہوئے نہیں دیکھا۔

کبھی ہنستے وقت قہقہ لگاتے نہیں دیکھا۔ بلکہ ان کی ہنسی ان کا تبسم تھا۔

جب محفل میں خلوت ہو جاتی تو وہ دسترخوان پھیلاتے اور اپنے سب غلاموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھاتے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام راتوں کو کم سوتے اور شب بیداری کرتے تھے۔ اکثر راتوں کو اوّل شب سے آ کر تک شب بیداری کرتے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام زیادہ روزہ رکھتے اور کبھی بھی ہر مہینے کے تین روزے ترک نہ کرتے اور فرماتے:

" ذلک صوم الدھر "

ان تین دنوں کا روزہ پوری زندگی کے روزوں کی مانند ہے۔

آنحضرتؑ بہت زیادہ کارخیر انجام دیتے تھے۔ مخفیانہ طور پر صدقہ دیتے اور اکثر و بیشتر

یہ کارخیرات کی تاریکی میں انجام دیتے۔

اس بناء پر اگر کوئی گمان کرے کہ اس نے ان کے مقام ومنزلت، فضیلت اور شخصیت کے اعتبار سے کسی دوسرے کو دیکھا ہے، تو اس کی بات کا یقین نہ کرو۔[۱]

حضرت امام رضا علیہ السلام کا تحفہ

یسع بن حمزۃ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں شرفیاب ہوا اور میں آنحضرت سے گفتگو کر رہا تھا۔ بہت سے لوگ ان کے اردگرد جمع تھے اور جو ان سے حلال وحرام کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ اسی دوران ایک بلند قامت اور گندمی رنگ کا شخص داخل ہوا اور اس نے عرض کی:

اے فرزند رسول خدا آپ پر سلام ہو! میں آپ اور آپ کے پاک آباء واجداد کے محبوں میں سے ہوں، میں حج سے واپس آ رہا ہوں، زاد راہ اور سامان سفر گم ہو گیا۔ اب میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس سے میں آگے کا سفر طے کر سکوں۔ اگر آپ کچھ عنایت کریں اور میں اپنے شہر پہنچ سکوں تو خدا نے مجھے نعمت دی ہے، جب میں اپنے شہر پہنچ جاؤں گا تو میں اتنی مقدار آپ کی طرف سے صدقہ دے دوں گا اور میں صدقے کا مستحق اور فقیر ومحتاج نہیں ہوں۔

امامؑ نے اس سے کہا: بیٹھ جاؤ، خدا تم پر رحمت کرے۔

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۱۸۴/۲، بحار الانوار: ۹۰/۴۹۔

پھر امامؑ نے وہاں بیٹھے لوگوں سے گفتگو کرنا شروع کردی اور پھر وہ لوگ آہستہ آہستہ وہاں سے جانے لگے۔حتی کہ وہاں سلیمان جعفری،خیثمہ،وہ شخص اور میں رہ گئے۔اس وقت امامؑ نے فرمایا کہ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اندر ہو آؤں۔یہ کہہ کر امامؑ کمرے میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد وہاں سے نکلے اور دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ کو دروازے کے اوپر سے باہر نکالا اور فرمایا:

وہ خراسانی شخص کہاں ہے؟

اس نے عرض کیا:جی!میں یہاں ہوں۔

امامؑ نے فرمایا:یہ دو سو دینار لو اور ان سے راستے میں لباس،خوراک اور اپنے دوسرے کاموں میں خرچ کرو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اسے میری طرف سے صدقہ دو۔یہ لینے کے بعد یہاں سے باہر چلے جانا تا کہ میں تمہیں اور تم مجھ کو نہ دیکھ سکو۔

پھر امامؑ باہر آئے۔سلیمان نے عرض کی:میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔آپ نے اس پر بہت عنایت و کرم کیا اور اس سے بہت محبت دکھائی۔لیکن آپ نے اس سے اپنا چہرا کیوں اس سے چھپایا؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

مجھے اس چیز کا خوف تھا کہ کہیں میں اس کے چہرے پر سوال کرنے اور حاجت کے پورا ہونے کی شرمندگی کو نہ دیکھ لوں۔کیا تم نے پیغمبر اکرمؐ کی یہ گرانقدر حدیث نہیں سنی کہ آپؐ نے فرمایا:

" المستتر بالحسنة تعدل سبعين حجّة،والمذيع السيّئة

مخذول والمستتر بهامغفور له"

جو اپنے نیک کاموں کو چھپاتے ہیں تو وہ ستر حج کے برابر اہمیت پیدا کر لیتا ہے اور جو اپنے برے کام آشکار کرتا ہے، وہ خوار و ذلیل ہوتا ہے اور جو اسے چھپائے، اسے بخش دیا جائے گا۔

کیا تم نے متقدمین کا یہ قول نہیں سنا:

متی آته یوماً لأطلب حاجة رجعت الی أهلی ووجهی بمائة[۱]

میں جب بھی کسی دن اپنی حاجت کے لئے اس کے پاس گیا تو جب میں اپنے اہل و عیال میں واپس آیا تو میری آبرو محفوظ رہی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ضرورتمندوں کے لئے درس اور دولتمندوں کو ہوشیار کرنا

بزنطی کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے سامنے اپنی ضروریات کا اظہار کیا تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

صبر کرو، مجھے امید ہے کہ خدا تمہاری آرزؤں کو برلائے۔

پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ چیزیں کہ جو خداوند عالم نے مؤمن کے لئے اس دنیا سے ذخیرہ کیا ہے، یہ بہتر ہے اس چیز سے جو اسے زندگانی دنیا میں حاصل ہوئی ہے۔

....

۱۔ بحار الانوار: ۴۹/ ۱۰۱۔

پھرانہوں نے دنیا کوحقیر شمار کرتے ہوئے فرمایا: دنیا کیا چیز ہے اوراس کی کیا حیثیت ہے؟

پھرفرمایا: جس شخص کونعمتیں ملی ہوں اوراس پرسختی آجائے تواس پر واجب ہے کہ وہ اپنے اموالمیں حقوق الہٰی ادا کرے۔خدا کی قسم مجھ پرخدا کی طرف سے نعمتیں ہیں اور میں ہمیشہ ان نعمتوں کے حوالے سے خوفزدہ ہوں کہ مجھ پر جوحقوق واجب ہیں،انہیں ادا کروں۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پرقربان آپ اس مقام پر ہونے کے باوجود بھی فکرمند ہیں؟

فرمایا:ہاں!خدا نے مجھے جونعمتیں عطا کی ہیں، میں ان کے لئے خدا کی حمد وثنا اور شکرادا کرتا ہوں۔

حضرت امام رضاعلیہ السلام کا اپنے دوستوں کوسلام اور پیغام

شیخ مفیدؒ اپنی کتاب ''الاختصاص'' میں حضرت عبدالعظیم حسنی علیہ السلام سے اورانہوں نے حضرت امام رضاعلیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اے عبدالعظیم !میرے دوستوں کومیرا سلام کہنا اوران سے کہہ دینا:

شیطان کوخود پر مسلط ہونے کا کوئی موقع نہ دو۔ان کوحکم دو کہ وہ سچ بولیں اورامانتیں ادا کریں اورانہیں حکم دو کہ جس چیز میں کوئی فائدہ نہ ہو، وہاں خاموش رہیں اور فتنہ وفساد کو چھوڑ دیں۔وہ ایک دوسرے سے ملیں اورایک دوسرے کا دیدار کریں۔یہ مجھ سے نزدیک ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔خودکوایک دوسرے سے جدا نہ کریں۔

میں قسم کھاتا ہوں کہ جو بھی ایسا کرے اور میرے چاہنے والوں اور دوستوں میں سے کسی کو تکلیف دے، میں اس پر نفرین کروں گا یہاں تک کہ خداوند کریم اسے دنیا میں سخت ترین عذاب میں مبتلا کردے اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں قرار دے۔

ان کو آگاہ کرو کہ خدا ان کے نیک لوگوں کو بخش دے گا اور گنہگاروں کو بھی معاف کرے گا۔مگر جو مجھ پر شرک کی نسبت دے اور میرے دوستوں میں سے کسی کو تکلیف اور اذیت دے یا ان کے بارے میں سوءظن رکھے۔خداوند متعال کسی ایسے کو نہیں بخشے گا۔

پس اگر وہ توبہ کرلے تو اسے راہ مل جائے گی ورنہ اس کے دل سے روح ایمان نکال لے گا اور وہ میرے سایہ عطوفت و محبت سے خارج ہوجائے گا اور اسے میری ولایت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور ایسی چیز سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں[1]۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمت گزار

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری لحات میں (جب وہ زہر کی شدت سے تڑپ رہے تھے)اپنے تمام خدمتگاروں کو بلایا اور دسترخوان پر ان کے ساتھ بیٹھ گئے تا کہ سب ایک ساتھ کھانا کھالیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنی زندگی میں اپنے خدمتگاروں کے ساتھ خاص مہربانی سے پیش آتے اور اب بھی وہ جسے اپنی خدمتگاری کے لئے قبول کرلیں وہ اس پر زیادہ توجہ

۱۔مستدرک الوسائل:۹/۱۰۲،۱۴۰۔

کرتے ہیں۔

حضرت علی بن موسی الرضا علیہا السلام کے خدمتگاروں پر ان کے اخلاق و کردار سے آشنائی کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ان کے مذاج میں سختی نہیں ہونی چاہئے۔کیونکہ یہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے اخلاق میں نہیں پایا جاتا۔

مجاروین حرم کو چاہئے کہ وہ مہربانی اور شفقت سے زائرین کی مہمان نوازی اور راہنمائی کریں،انہیں حضرت امام رضا علیہ السلام کے مقام کی معرفت حاصل کرنی چاہئے اور انہیں یہ احساس ہونا چاہئے کہ انہوں نے کس بارگاہ میں قدم رکھا ہے۔انہیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ یہ حرم وہ جگہ ہے کہ جو کئی برسوں سے وقت کے امام،حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی قدمگاہ ہے اور وہ یہاں تشریف لاتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمتگاروں کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ آنخضرت ؑ کے زائرین میں حضرت امام زمانہ ارواحنافداہ،اولیاءالٰہی بھی موجود ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی زائر کے ساتھ سختی و بے رخی سے اولیاءخدا کی توہین ہو جائے۔

اس کے علاوہ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے تمام زائرین کو شفقت و مہربانی سے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہگاروں کو بھی قبول کرتے ہیں اور ان کی شرمساری اور توبہ کو بھی قبول کرتے ہیں۔پس حرم کے مجاورین کو چاہئے کہ وہ سب زائرین کو احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمتگاروں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ پوری دنیا سے مختلف تہذیب وثقافت کے لوگ آنخضرتؑ کی زیارت کے لئے آتے ہیں،لہذا یہ واضح سی بات ہے کہ ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں کہ جنہیں راہنمائی کی ضرورت ہوتی

ہے۔ان کے اوپر سختی کے منفی اثرات ہو سکتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے زائرین کے ساتھ اس طرح سے پیش نہیں آنا چاہئے کہ وہ زیارت پر آنے کے بعد جب پلٹ کر اپنے وطن جائے تو غمگین محزون جائے۔کیونکہ وہ امام رضا علیہ السلام کے خدمتگزاروں کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں ان سے ان کی توقعات بھی زیادہ ہوتی ہیں۔اس بنا پر حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمتگزاروں میں صبر، حوصلہ اور بردباری جیسی صفات ہونی چاہئیں۔ان کو اس بات کا خیال ہونا چاہئے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے زائرین ان کے مہمان ہیں لہٰذا ان کے ساتھ اسی طرح پیش آیا جائے کہ جیسے حضرت امام رضا علیہ السلام کو پسند ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمتگزاروں کو صرف حرم میں ہی اپنے افکار و رفتار اور کردار کا خیال نہیں رکھنا چاہئے بلکہ آنحضرتؑ کی خدمت میں آنے سے پہلے اگر انہوں نے گناہ اور خطا انجام دیئے ہوں تو نیک اعمال کے ذریعے ان کی مغفرت طلبی کریں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمتگزاروں کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ آنحضرتؑ نے جسے اپنی خدمتگزاری کے لئے قبول کیا ہے، وہ انہیں اپنا چاہنے والا سمجھتے ہیں اور انہیں جس طرح ان سے توقعات زیادہ ہوتی ہیں، اسی طرح ان پر نگاہ کرم بھی زیادہ ہوتی ہے۔زائرین محترم کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ بھی مجاورین کا احترام کریں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں باایمان بچہ

چونکہ حضرت امام رضا علیہ السلام مہربانی اور حسن خلق کا مظہر ہیں ۔لہذا ہم ایک اہم اخلاقی بحث بیان کرتے ہیں اور اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہم حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک بہترین روایت کو ذکر کرتے ہیں اور پھر اس سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں ۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں روایت ہے:

حضرت امام رضا علیہ السلام کے سامنے ایک بے قابو گھوڑا تھا اور وہاں موجود لوگوں کا ایک گروہ اسے قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی اس پر سوار ہونے کی جرأت نہیں کر رہا تھا اور اگر کوئی سوار ہو بھی جاتا تو وہ اسے دوڑانے کی جرأت نہ کرتا کہ کہیں گھوڑا اپنے پاؤں اٹھا کر اسے زمین پر نہ گرا دے اور اسے اپنے سموں سے روند نہ ڈالے ۔اس دوران ایک سات سالہ بچہ آیا اور اس نے عرض کیا:

اے فرزند رسول خدا آگر آپ اجازت دیں تو میں اس گھوڑے پر سوار ہو کر اسے لے جاؤں اور اسے رام کروں؟

امامؑ نے فرمایا: تم یہ کام کرو گے؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں!

امامؑ نے فرمایا: تم یہ کام کس طرح انجام دو گے؟

اس نے عرض کیا:

لأنّي قد استوثقت منه قبل أن أركبه بأن صلّيت على محمد وآله الطيّبين الطاهرين مائة مرّة ، وجدّدت على نفسي الولاية لكم

أهل البيت۔

اس پر سوار ہونے سے پہلے اس سے اطمینان حاصل کروں گا، اس طرح سے کہ محمدؐ اور ان کی پاک آل پر سو مرتبہ درود بھیجوں گا اور خود اپنے اوپر آپ اہلبیت علیہم السلام کی ولایت کی تجدید کروں گا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا: سوار ہو جاؤ۔

جب وہ سوار ہو گیا تو آپؑ نے فرمایا اب اسے دوڑاؤ۔ پھر اس نے گھوڑے کو اتنا دوڑایا کہ وہ تھک گیا، وہ گھوڑا امامؑ سے گویا ہوا اور کہا:

اے فرزند رسولؐ: آج اس سوار نے مجھے تھکا دیا ہے یا مجھے معاف فرمائیں یا میری برداشت اور طاقت میں اضافہ فرمائیں۔

پھر اس بچے نے کہا کہ تمہارے لئے جو بہتر ہے (مومن کو سواری دینا) اسی کی درخواست کرو۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: سچ کہا اور پھر گھوڑے کے لئے دعا کی خدایا! اسے زیادہ قوت و طاقت عطا فرما۔

گھوڑا پرسکون ہو گیا اور اپنے راستے چل پڑا۔ پھر جب وہ بچہ گھوڑے سے اترا تو امام رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔ گھر میں موجود ان چارپایوں یا غلاموں، کنیزوں یا خزانوں میں موجود اموال میں سے جس کے بارے میں چاہو درخواست کرو۔ تم مومن ہو اور خداوند کریم نے تمہیں دنیا میں ایمان کے ذریعے مشہور کیا ہے۔

اس بچے نے جواب دیا: اے فرزند رسول خداؐ! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی

درخواست بیان کروں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے مومن! تم جو چاہتے ہو بیان کرو، خدا تمھیں صحیح سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس نے عرض کیا:

سل لي ربّک التقية الحسنة، والمعرفة بحقوق الاخوان، والعمل بما أعرف من ذلک.

میرے لئے خدا سے نیک تقیہ، بھائیوں کے حقوق کی معرفت اور میں جو کچھ پہچان چکا ہوں اس پر عمل کرنے کا تقاضا فرما۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

قد أعطاک اللّٰہ ذلک، لقد سألت أفضل شعار الصالحين ودثارھم.

خداوند نے تمہیں یہ عطا فرمایا، تم نے بہترین شعار اور نیک بندوں کا زیور اور جو چیز ان کی آبرو کی حفاظت کرے، اسی کی درخواست کی[1]۔

....

۱۔ قطرہ ای از دریای فضائل اہلبیت ؑ: ۱/۶۱۵، تفسیر امام حسن عسکری ؑ سے منقول: ۳۲۳ ح ۱۷۰، بحار الانوار: ۴۱۶/۷۵، مدینۃ المعاجز: ۱۰۰/۷ ح ۱۰۲۔

اس روایت کے اہم نکات

ایک بچے نے کس طرح اپنے دل میں ولایت کی شمع روشن کر کے بے قابو گھوڑے کو رام کیا کہ جسے قابو کرنے سے سب عاجز تھے؟

جس طرح اس نے مقام ولایت کی معرفت سے یہ **قدرت** حاصل کی ،اسی طرح ہم بھی ولایت کے عظیم مقام کی معرفت اور اسے اپنے وجود میں گھر کر لینے سے اپنے نفس کے سرکش گھوڑے پر قابو پا سکتے ہیں۔خاندان عصمت وطہارت علیہم السلام کے اعلی مقام کی معرفت انسان کے وجود میں تبدیلیاں ایجاد کرتی ہے کہ جس کی وجہ سے ایسے کام انجام دے سکتے ہیں کہ جنہیں دوسرے انجام دینے کی **قدرت** نہیں رکھتے۔

اہلبیت علیہم السلام کے مقام کی معرفت سے ابتدائی مرحلے میں انسان کے افکار میں تبدیلی ایجاد ہوتی ہے کہ پھر ماڈی ومعنوی امور کے بارے میں انسان اپنے افکار دوسروں سے مختلف سمجھتا ہے۔

اپنے افکار کے اور اپنے اندر ایجاد ہونے والی الٰہی سوچ کے مطابق عمل کرنے سے تکامل کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے کہ جس سے انسان کے ارادے اور **خواہشات** میں بھی واضح تبدیلی آ سکتی ہے کہ پھر وہ خدا اور اہلبیت علیہم السلام کی ریاضت کی **صورت** میں ایسے کاموں کو بھی عملی طور پر انجام دے سکتا ہے کہ جسے دوسرے انجام دینے سے قاصر ہوتے ہیں۔

ہم نے جو روایت نقل کی، وہ شیعہ معاشرے کے لئے ایک **بشارت** ہے کہ حتی بچے بھی اپنے مقام ولایت کو درک کر کے اور اسے اپنے وجود میں جگہ دے کر نا ممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں۔

اس روایت سے یوں نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ انسان کا ایمان، اعتقاد اور اس کا مقام ولایت پر یقین حتی ایک بچے کو بھی بچپن میں دوسروں سے ممتاز کر سکتا ہے۔ جس طرح اس بچے نے ایسا کام انجام دے دیا کہ جسے دوسرے انجام دینے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس بچے کو اس کے ایمان اور معرفت کی وجہ سے مؤمن کہا۔

ایک اہم اخلاقی بحث

اب ہم ایک اہم اخلاقی بحث کو بیان کرتے ہیں۔

علم اخلاق کے بہت سے علما و دانشور تزکیہ نفس کے مختلف طریقے بیان کرتے ہیں کہ جس میں ایک طویل مدت درکار ہے۔ اب تک انسان اسے اختتام تک نہیں پہنچا سکا۔ جب وہ خود سے کچھ بری صفات کو دور کرتا ہے تو مدت کے طولانی ہونے سے وہ کچھ دوسری بری صفات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اسی وجہ سے بزرگ علماء جیسے مرحوم نراقی ؒ نے ''معراج السعادۃ'' میں کچھ ایسے طریقے بیان کئے ہیں کہ جس سے دوسرے علماء بھی استفادہ کرتے ہیں۔

بعض کتابوں میں اخلاقی برائیوں کو ختم کرنے کے لئے کچھ طریقے ذکر کئے گئے ہیں کہ جو مسمار گھر کو تعمیر کرنے کے مانند ہے کہ ہر دن اس کا ایک حصہ تعمیر کیا جائے۔ اب یہ واضح ہے کہ یہ کوئی بنیادی چارہ جوئی نہیں ہے۔ انسان بھی اسی طرح ہے کہ جب تک وہ نفس امارہ میں گرفتار ہو تب تک اگر وہ ایک بری صفت ختم کر لے تو وہ کسی دوسری بری صفت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ایسی راہ پر چلنا چاہئے کہ جو بنیادی اور مفید ہو کہ جس سے ہمارے نفس میں تبدیلی پیدا ہو سکے۔

تنہائی کی موت بہتر ہے یا اجتماعی حیات؟

اسی وجہ سے بعض بزرگ علماء جیسے مرحوم آیت اللہ میرزا مہدی اصفہانی ؒ بھی ایسی راہ طے کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور وہ اس بات کے معتقد تھے کہ ایسے راستے کو اختیار کیا جائے کہ جو بنیادی اور اساسی ہو اور جو انسان کو اس کے مقصد تک پہنچا دے۔

وہ ایسی راہ تک پہنچنے کے لئے موت کے بارے میں سوچنے کو کہتے تا کہ انسان کے نفس میں مکمل تبدیلی ایجاد ہو سکے اور وہ روحانی و معنوی لغزشوں میں دوچار نہ ہو۔ اگر انسان ہر روز موت کے بارے میں سوچے کہ جس سے اس کے نفس کو یقین ہو جائے کہ اسے جلدی یا دیر سے ایک دن اس دنیا سے جانا ہے تو اس کی نفسانی خواہشات اور ہوا و ہوس کا خاتمہ ہو جائے گا اور نفس امارہ، نفس لوامہ اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے اعلیٰ مراحل کو طے کرنے لگے گا۔ اس بنا پر انسان موت کے بارے میں سوچنے سے اپنے نفس کو مات دے کر ہوا و ہوس سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

یہ اخلاق کی کتابوں میں لکھی جانے والی تمام دوسری راہوں کے مقابلے میں بہترین راہ ہے۔ لیکن کیا اس کے علاوہ کوئی اور راہ بھی مل سکتی ہے کہ جس کا نتیجہ فرد اور اجتماع دونوں کے لئے بہتر اور کامل ہو؟

میرا یہ یقین ہے کہ نفسانی خواہشات کا قلع و قمع کرنے اور ہوا و ہوس سے نجات کے لئے انفرادی موت کے بارے میں سوچنے سے بہتر ہے کہ ہم اجتماعی حیات کے بارے میں سوچیں۔

اگر انسان کو معلوم ہو جائے کہ زمانہ غیبت میں اس کی روحانی اور فکری توانائیاں مرچکی

ہیں کہ جو اسے ظہور کے پرنور اور بابرکت زمانے میں حاصل ہوں گی تو وہ موجودہ زندگی پر ہی اکتفا نہیں کرے گا اور پھر وہ زمانہ غیبت کی زندگی کو مردہ شمار کرے گا۔ اسی طرح وہ صرف اپنی زندگی اور حیات کے بارے میں ہی نہیں بلکہ کائنات میں بسنے والے ہر انسان کے بارے میں سوچے گا۔ پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ حیات کے بارے میں سوچنا بھی حیات بخش اور زندگی ساز ہے۔

درست ہے کہ انسان موت کے بارے میں سوچ کر اپنی اخلاقی برائیوں کو ختم کرسکتا ہے۔ لیکن وہ حیاتِ واقعی اور زندہ ہونے کے حقیقی معنی سے آشنائی سے اپنی روحانی توانائیوں اور معنوی قوتوں کو زندہ کرسکتا ہے۔ پھر اس میں اخلاقی برائیاں سرے سے ختم ہو جائیں گی۔

جی ہاں! انسان کا قبر میں سونے اور اعضاء و جوارح کے فاسد ہونے کے بارے میں سوچنے سے بہتر ہے کہ وہ سالم کفن کے ساتھ انسانوں کے زندہ ہونے کے بارے میں فکر کرے۔

انسان اپنی موت کے بارے میں سوچنے کے بجائے سب کی حیات اور باہمی اتحاد کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔

انسان ایک چھوٹی اور تاریک قبر کو مدنظر رکھنے کے بجائے ایک ایسی نورانی دنیا کے بارے میں بھی سوچ سکتا ہے کہ جو حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے تابناک انوار سے منور ہوگی۔

انسان موت کے انتظار میں ایک ایک لمحے کو شمار کرنے کی بجائے صبح و شام امام زمانہ علیہ السلام کی آفاقی حکومت کے آنے کا انتظار کرسکتا ہے۔

انسان خودکو موت کے لئے آمادہ کرنے کی بجائے وقت کے امام حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہم رکاب شہادت کے لئے تیار کرسکتا ہے۔

جی ہاں! انسان خودکو ظہور کے لئے تیار کر کے اور اپنے کو حقیقی انتظار کرنے والا بنا کر تمام خوبیوں کا مالک بن سکتا ہے۔ کیونکہ فارسی زبان کا محاورہ ہے "چون کہ صد آمد، نود ہم پیش ما است" (اگر سو ہو تو نوے حتماً میرے پاس ہے)

حقیقی منتظر ہونا، رسول اکرمؐ کے فرمان کے مطابق ظہور امامؑ کا انتظار کرنا بہترین جہاد ہے۔ لہذا انسان حقیقی انتظار کرنے والا بن جائے تو وہ اخلاقی برائیوں سے دور ہو کر حیات اور زندہ رہنے کے لئے غیر معمولی قوت حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ رنج کے بغیر گنج تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

ہمیں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں حقیقی و واقعی منتظر بننے اور مردہ دلوں کے زندہ ہونے کے لئے دعا کرنی چاہیئے اور ہمیں آنحضرتؑ کے توسل سے خداوند کریم کو ان کے حق کی قسم دے کر دنیا کو نجات دینے والے منجی عالم بشریت کے ظہور کی دعا کرنی چاہیئے۔

حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور کے بارے میں ہمارے جوش و خروش میں ہر دن اضافہ ہونا چاہیئے۔

اس مطلب کی وضاحت کے لئے ہم دعبل کے کچھ اشعار ذکر کرتے ہیں اور پھر اس بارے میں کچھ نکات بیان کریں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں دعبل کے اشعار

دعبل نے اکثر وبیشتر موارد میں خاندان عصمت علیہم السلام کے حق کو غصب کرنے کے بارے میں آواز اٹھائی کہ جن میں سے ان کے یہ دو شعر ہیں کہ جنہوں نے امام رضا علیہ السلام کو سخت غمگین اور محزون کردیا اور ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔

پہلا شعر:

أریٰ فَیئَهُم فی غَیْرِهِم متقَسّماً وَأَیْدِیَهُم مِن فَیْئِهِمْ صَفَراتِ

میں خاندان عصمت علیہ السلام کا حق دوسروں کے پاس تقسیم ہوتا دیکھ رہا ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے حق اور اموال سے خالی ہیں۔

جب حضرت امام رضا علیہ السلام نے یہ شعر سنا تو گریہ کناں ہوئے اور فرمایا:

صَدَقْتَ یا خُزاعی

اے دعبل! تم نے سچ کہا۔

دوسرا شعر:

اِذَا وُتِرُوا مَدُّوا اِلٰی وَاتِرِیْهِم اَکُفًّا عَنِ الاوتارِ مُنْقَبِضَاتِ

جب کینہ رکھنے والوں کی طرف سے اہلبیت علیہم السلام پر ستم ہوتا تو وہ اپنے حق کے حصول کے لئے دست بستہ ہاتھ دراز کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھ ان کے حق تک نہیں پہنچتے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے یہ شعر سننے کے بعد اپنے دونوں دست مبارک بلند کئے اور غمگین انداز میں فرمایا:

خدا کی قسم ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں[۱]۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا امام زمانہ ارواحنافداہ کے لئے گریہ کرنا

دعبل نے غصب خلافت کے بارے میں مزید اشعار کہے اور پھر امام زمانہ ارواحنافداہ کے بارے میں شعر کہے۔

ہروی کہتے ہیں کہ میں نے دعبل خزاعی سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے لئے قصیدہ پڑھا اور جب میں اس شعر پر پہنچا:

خروج امام لا محالة خارج   یقوم علی اسم اللّٰه والبرکات

یمیّز فینا کلّ حقّ وباطل   ویجزي علی النّعماء والنقمات

امام علیہ السلام کا قیام یقینی اور بلا شک وشبہ وقوع پذیر ہوگا اور وہ خدا کے مبارک نام اور برکات الٰہی سے قیام کریں گے۔ وہ ہمارے درمیاں ہر حق وباطل کو جدا کریں گے اور وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزاء میں (یا) نعمتیں دیں گے (یا) کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے شدت سے گریہ کیا پھر اپنے سر مبارک کو بلند کرنے کے بعد فرمایا:

۱۔ دعبل شاعر امام رضا علیہ السلام: ۲۴۵۔

اے خزاعی! یہ دو شعر روح القدس نے تمہاری زبان پر جاری کئے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ قیام کرنے والا کون ہے؟ اور وہ کب قیام کرے گا؟

عرض کیا: میرے مولا میں نہیں جانتا۔ میں نے صرف اتنا سنا ہے کہ آپ کی اولاد میں سے ایک امام قیام کریں گے اور وہ زمین کو ہر طرح کے فساد اور گناہ سے پاک کر دیں گے اور اسے عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دیں گے کہ جس طرح وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہو گی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اے دعبل! میرے بعد امام میرا فرزند محمد ہے، اس کے بعد ان کے فرزند علی اور علی کے بعد ان کے فرزند حسن اور اور ان کے بعد ان کے فرزند حجت خدا ہوں گے کہ جو قیام کریں گے کہ جن کے زمانۂ غیبت میں ان کا انتظار کیا جائے اور ان کے ظہور کے زمانے میں ان کی اطاعت کی جائے۔ اگر دنیا ایک دن بھی باقی ہو تو خداوند اس دن کو اتنا طولانی کر دے گا تا کہ آنحضرت قیام کریں اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں کہ جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی ہو گی۔

لیکن وہ کس زمانے میں ہوگا؟ اسے بتانا وقت کے بارے میں خبر دینا ہے میرے بابا نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے آباء واجداد اور انہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ایک شخص نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا کہ آپ کے فرزندوں میں سے قیام کرنے والا امام کس زمانے میں قیام کرے گا؟

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

ان کے قیام کی مثال قیامت جیسی ہے،اس کے علاوہ کوئی بھی اس وقت کے بارے میں نہیں جانتا اور اس کے لئے بھی یہ واضح و آشکار نہیں ہے مگر ان کا ظہور اچانک نہیں ہوگا ا۔۲

....

ا۔بحارالانوار:۱۵۴/۵۱، ۲۳۷/۴۹،عیون اخبار الرضاؑ :۲/ ۲۶۹،بھجۃ النظر:۱۲۱۔

۲۔دعبل کے بھائی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حدیث کے ضمن میں آنحضرتؑ نے خز (نرم و نازک اون) سے بنا ایک لباس تحفہ کے عنوان سے دعبل کو عطا کیا اور فرمایا:(**احتفظ بهذا القميص فقد صلّيت فيه ألف ليلة كلّ ليلة الف ركعة،و ختمت فيه القرآن الف ختمة**) اس پیراہن کی حفاظت کرو کہ میں نے ہزار راتوں میں سے ہر رات میں اس کے ساتھ ہزار رکعت نماز پڑھی اور ہزار بار ختم قرآن انجام دیا۔

نجاشی نے اپنی سند سے یہ روایت کچھ تفاوت کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اور کہا ہے: حضرت امام رضا علیہ السلام نے سبز رنگ کا خز سے بنا ہوا ایک پیراہن اور عقیق کی ایک انگوٹھی بخشی۔(وسائل الشیعۃ:۷۳/۳)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے دعبل کو جو لباس ہدیہ دیا تھا اسے قم کے لوگوں نے زبردستی لے لیا اور اسے تیس ہزار درہم اور اسی لباس کی ایک آستین دی۔(دعبل شاعر امام رضا علیہ السلام :۵۸)

علامہ مجلسیؒ کتاب ''شرح تائیۂ دعبل خزاعی'' میں یوں لکھتے ہیں: دعبل کی ایک کنیز تھی کہ جسے وہ بہت پسند کرتا تھا۔اس کی دونوں آنکھوں کو ''رمد'' نام کی آنکھوں کی بیماری لاحق ہوگئی کہ جس میں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔حکیموں اور طبیبوں نے اس کی آنکھوں کا معائنہ کیا تو تو کہا کہ اس کی دائیں آنکھ خراب ہو چکی ہے اور ہم اس کا علاج نہیں کر سکتے لیکن ہم اس کی بائیں آنکھ کا علاج کر دیں گے تا کہ وہ ٹھیک ہو سکے۔

دعبل اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے اور بہت غور و فکر کے بعد انہیں یاد آیا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں جو لباس عطا کیا تھا اس کا ایک ٹکڑا اب بھی ان کے پاس ہے،اس نے وہ ٹکڑا کنیز کی آنکھوں پر ملا اور رات کے ابتدائی حصے میں انہوں نے وہ ٹکڑا اس کی آنکھوں پر باندھ دیا۔جب صبح ہوئی تو اس کنیز کی آنکھیں آنحضرتؑ کے پیراہن کی برکت سے ٹھیک ہو گئیں تھیں اور اب وہ پہلے سے بھی بہتر دیکھنے لگی تھی۔(دعبل شاعر امام رضا علیہ السلام :۵۳)

حضرت امام رضا علیہ السلام اور اہل زمین و آسمان کا امام زمانہ اروحنا فداہ کے لئے گریہ

حسن بن محبوب کہتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: فتنہ وفساد اتنا زیادہ ہوجائے گا کہ ہر ہوشیار راز دار اور عمر دراز بزرگ (یہاں تک کہ خواص) بھی سقوط کر جائیں گے اور یہ تب ہوگا کہ جب شیعہ میرے تیسرے بیٹے کو کھودیں گے۔

تمام اہل زمین و آسمان، ان کے دیدار کے مشتاق، ان کے جمال پر قربان ہونے والے اور تمام مظلوم اور غمگین انسان ان پر ۱ گریہ کریں گے۔

پھر فرمایا: میرے ماں باپ اس پر قربان کہ جو میرے جد کا ہم نام ہے، جو میری اور موسیٰ بن عمران کی شبیہ ہے۔ اس پر قدسی لباس اور ربانی پیراہن ہیں کہ جس کے گریبان سے خداوند عالم کے فضل وہدایت کے انوار جلوہ گر ہوتے ہیں، بہت سے مرد و زن اس کے دیدار کے تشنہ ہیں، بہت سے حیران وسرگرداں اور غمگین مومنین اسے دیکھنے سے مایوس ہو چکے ہوں گے تو آواز آئے گی کہ جو دور ہیں وہ نزدیک والوں کی طرح سن لیں کہ مومنین کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہوگا ۲۔

....

۱۔ شاید اس سے مراد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہوں لیکن بعد کے جملوں کے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت امام زمانہؑ کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ بحارالانوار: ۱۵۲/۵۱۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی امام زمانہ ارواحنا فداہ کے لئے دعا

مرحوم محدث قمیؒ لکھتے ہیں: جناب سید حسن موسوی کاظمیؒ ''امل الآمل'' کے آخر میں ایک بات ذکر کرتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک شیعہ عالم نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں ایک کتاب لکھی کہ جس کا نام تھا''**تأجیج نیران الأحزان في وفاة سلطان خراسان**'' اس کتاب کے مفردات میں لکھتے ہیں:

وارد ہوا ہے کہ جب دعبل خزاعی نے اپنا قصیدہ تائیہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے سامنے پڑھا اور جب وہ اس شعر پر پہنچے:

خروج امام لا محالة خارج　　　یقوم علی اسم اللّٰه بالبرکات

حضرت امام رضا علیہ السلام اٹھے اور اپنے پائے مبارک پر کھڑے ہوئے اور اپنے نازنین سر کو زمین کی طرف جھکا لیا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو سر پر رکھ کر یوں کہا:

أللّهمّ عجّل فرجه ومخرجه، وانصرنا به نصراً عزیزاً[1]۔

خداوندا! ان کے ظہور اور قیام کے زمانہ میں تعجیل فرما اور ان کے ذریعہ ہماری ایسی مدد فرما کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس واقعہ میں دعبل بزرگ شیعہ شاعر ہیں انہوں نے نہ تو امام زمانہؑ کا کوئی مخصوص نام ذکر کیا اور نہ ہی ان کے اسماء میں سے کوئی اور اسم زبان پر جاری کیا۔

۱۔ منتہی الآمال:۲؍۱۱۷۶۔

انہوں نے صرف امام زمانہ ارواحنافداہ کے قیام اور ظہور کے بابرکت زمانے کو یاد کیا، لیکن حضرت امام رضا علیہ السلام حجت خدا امام زمانہ ارواحنافداہ اوران کی آفاقی حکومت کو یاد کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے اور سربا زمین کو زمین کی طرف جھکا کر اپنا داہناں ہاتھ سر پر رکھا اور آنحضرتؑ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کی۔حالانکہ انہوں نے امام زمانہ ارواحنافداہ کا کوئی مخصوص نام بھی نہیں سنا تھا۔

یہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنافداہ اوران کی آفاقی حکومت کے بارے میں بھی حضرت امام رضا علیہ السلام کی شدت محبت کی ایک دلیل ہے۔

آئمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت اوران کا کردار ہم سب کے لئے نمونہ عمل ہے اور ہم سب کو ان کی پیروی کرنی چاہئے۔جس طرح حضرت امام رضا علیہ السلام نے امام عصر ارواحنافداہ کی یاد میں ان سے اپنی الفت و محبت کا اظہار کیا۔ہمیں بھی امام زمانہ ارواحنافداہ کا نام سن کر اوران کی آفاقی حکومت کو یاد کر کے ان کے بارے میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرنا چاہئے اور اسے مزید مضبوط و محکم کرنا چاہئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا امام مہدی ارواحنافداہ کے لئے دعا کرنے کا حکم

حضرت امام رضا علیہ السلام ،حضرت امام زمانہ ارواحنافداہ کے لئے خاص طور پر کچھ امور انجام دیتے تھے۔جیسا کہ دعبل کے شعر سے آنحضرتؑ کے خصوصی احترام کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔حضرت امام رضا علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ اپنے عمل سے اپنے محبوں اور شیعوں کو امام زمانہ

علیہ السلام کے لئے ایسا احترام کرنے کی راہنمائی کریں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے پاس شرفیاب ہونے والوں کو دعائے غیبت پڑھنے حکم دیتے تھے اس دعا کے پڑھنے کی تاکید کا حکم حضرت امام رضا علیہ السلام کے اس جملہ "وکان یأمر بالدعاء...." سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر ہماری چشم بصیرت کارفرما ہوتیں تو شاید وہ ہمیں بھی اس دعا کے پڑھنے کا حکم فرماتے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے زائرین کو تاکید ہے کہ وہ آنحضرت کے حرمیں حضرت مہدی علیہ السلام کی زیارت پڑھنے اور ان کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرنے سے بالکل غفلت اور کوتاہی نہ کریں۔ کیونکہ جن مقامات میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے ظہور کے لئے دعا کرنے کی تاکید اور سفارش ہوئی ہے ان میں سے ایک حضرت امام رضا علیہ السلام کا حرم ہے۔

ہم جب حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوں تو ہمیں اپنی حاجات پر غور کرنا چاہئے ان کی عظمت اور ولایت کی قدرت کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی بڑی حاجت کی درخواست کرنے سے دریغ نہ کریں۔ ہمیں اس بات کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ منتقم آل محمد علیہم السلام کے ظہور اور ان کی آفاقی حکومت کے آنے سے بڑھ کر کوئی دوسری حاجت نہیں ہو سکتی۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بعض زائرین حضرت امام رضا علیہ السلام سے فقط ماڈی حاجات کی درخواست کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک درست طریقہ دعا نہیں ہے۔ خصوصاً اگر انسان زیادہ مالدار بننے کی دعا کرے کہ پھر بہت سے موارد میں زیادہ مال انسان کی سرکشی اور طغیان کا سبب بنتا ہے اور مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے اسے اپنی ذمہ داری کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ واضح سی بات ہے کہ جن کے پاس زیادہ مال نہیں ہے، ان کی ذمہ داری

بھی کم ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو خدا سے کم روزی پر راضی ہو جائے، خدا بھی اس سے اس کے کم عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

ابن ابی شعبۂ حلبی ونوفلی سے روایت ہوئی ہے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس گئے اور آنحضرتؑ سے عرض کیا کہ ہم زندگی میں وسعت رزق کے مالک تھے، لیکن اب ہمارے حالات بدل گئے ہیں اور ہم فقیر ہو گئے ہیں۔ آپ خدا سے دعا کریں خدا ہمیں وہ وسیع رزق عطا فرمادے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

تم کس طرح کا بننا چاہتے ہو؟ کیا بادشاہ بننا چاہتے ہو؟! کیا تم اس بات پر خوشحال ہو گے کہ طاہر اور ہرثمہ (مامون کے کارندے) کی طرح ہو جاؤ؟ لیکن پھر تم اپنے موجودہ عقیدے اور آئین پر باقی نہیں رہو گے۔

عرض کیا: خدا کی قسم! اگر دنیا میں موجود سب سونا اور چاندی میرا ہو، لیکن میں موجودہ عقیدے پر قائم نہ رہوں تو مجھے اس سے کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾[1]

اے آل داؤد! کام کئے جاؤ، احسان مان کر اور میرے بندوں میں سے تھوڑے ہی شکر

[1] سورۂ سبا: آیت ۱۳

گزارہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: خدا سے حسن ظن رکھو اور جو کم روزی پر رازی ہو جائے، خدا بھی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائے گا اور جو تھوڑے حلال مال پر راضی ہو اس کا خرچ بھی کم ہو جائے گا اور اس کا خاندان بھی خوشحال ہوگا۔ خداوندا سے دنیا کے درد اور اس کی دوا سے بینا کر دے گا اور اسے سلامتی سے دنیا سے بہشت کی طرف لے جائے گا [1]۔

اس بنا پر ہمیں خداوند متعال کا شکر ادا کرنا چاہئے اور صرف ماڈی ضروریات کو ہی اپنا سب کچھ نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ معنوی حاجات کے بارے میں سوچنا چاہئے اور اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ سب سے بڑی معنوی حاجت (جس سے ماڈی حاجات بھی پوری ہو جائیں گی) قائم آل محمد علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرنا ہے۔

ایک اہم اور بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ہمیں ظہور میں تعجیل کی دعا اپنے لئے نہیں بلکہ اہلبیت علیہم السلام کے لئے کرنی چاہئے کہ جس کے نتیجہ میں ہمیں بھی راحت و آرام میسر ہو گا۔ کیونکہ ہر کسی پر لازم ہے کہ وہ محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو خود اور اپنے اہل و عیال پر مقدم رکھے۔

اب اس مقدمہ پر توجہ کریں: ہم سب جانتے ہیں کہ اہلبیت علیہم السلام پر ہونے والے بے انتہا مظالم حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے ظہور تک جاری رہیں گے اور خاندان وحی علیہم السلام پر ہونے والی سختیاں اور مصیبتیں اب جاری ہیں۔ اسی لئے ہم دعاؤں میں کہتے ہیں۔ "أَللّٰھُمَّ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ" اسی طرح اور بہت سی دوسری تعبیرات کہ جن کے ذریعے ہم

۱۔ منتہی الآمال: ۹۴۸

خدا سے امامؑ کے ظہور کے لئے دعا کرتے ہیں۔ظہور اسی صورت میں متحقق ہوسکتا ہے کہ جب ظلم وستم موجود ہو۔پس معلوم ہوا کہ اب بھی اہلبیت علیہم السلام پر ظلم وستم جاری ہیں اور سختیاں برقرار ہیں۔لہذا ہم آنحضرتؑ کے ظہور اور فرج کے لئے خدا کے حضور دعا کرتے ہیں۔

اب اگر چہ ہمارا معاشرہ تکلیفات برداشت کررہا ہے لیکن دوسری طرف محمد وآل محمد علیہم السلام پر ہونے والے مظالم اب بھی جاری ہیں۔لہذا ان پر ہونے والے ظلم وستم کو برطرف کرنا ہمارا اوّلین فریضہ ہے۔ہمیں ان پر ہونے والے ظلم وستم کو برطرف کرنے کے لئے دعا کرنی چاہئے۔اگر ہم ایسا کام انجام دیں تو گویا ہم نے اپنے لئے بھی دعا کی۔

ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مبارک کے صحن میں ایک عورت کو دیکھا کہ جو بہت رو رہی تھی۔عورت نے اس شخص سے کہا: میرا شوہر بھاگ گیا ہے اور اس نے مجھے میری چار بیٹیوں کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا ہے۔چونکہ اب میرے پاس گھر کے کرایہ کے لئے پیسے نہیں ہیں اور مالک مکان نے میرا سامان گھر سے باہر پھینک دیا ہے۔اب میں اس حالت میں کیا کروں؟

اس شخص نے اس کی تھوڑی مدد کی۔لیکن چونکہ وہ اس عورت کے لئے کرایہ کا گھر لے کر اس کی مشکل کو حل نہیں کرسکا تھا۔لہذا وہ پریشانی کے عالم میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں حاضر ہوا اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کرنے لگا:

اے میرے مولا! میں ایسے ہی مظلوم لوگوں کی وجہ سے یہ چاہتا ہوں کہ آپ خدا سے ظہور امامؑ کی دعا کریں تا کہ غیبت کی مشکل ختم ہو جائے۔وہ اچانک متوجہ ہوا کہ حضرت

امام رضا علیہ السلام الہام کی صورت میں اس سے فرمار ہے ہیں:

ہم اہلبیت علیھم السلام پر ہونے والا ظلم وستم سب سے بڑا ظلم ہے [1]۔

ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند جلد صاحب امر ولایت الٰہی کو قیام اور انتقام کا اذن عطا فرمائے تا کہ خاندان وحی علیہم السلام کے مقام ولایت کے ظہور سے پوری کائنات میں ظلم وستم کا قلع قمع ہو جائے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی ارواحنا فداہ کے درمیان دو مشترک خصوصیات

چونکہ ہم نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی حضرت امام مہدی ارواحنا فداہ سے محبت کو بیان کیا۔لہذا اب ہم حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کے درمیان مشترک خصوصیات کو ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی ارواحنا فداہ میں کئی خصوصیات مشترک ہیں لیکن ہم ان میں سے فقط دو کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

---

[1] اہلبیت علیہم السلام پر ہونے والے مظالم میں سے ایک ظلم بہت سے افراد کا خاندان وحی علیہم السلام سے روایت ہونے والی دعاؤں اور زیارات کی عبارات پر غور نہ کرنا یا کم توجہ کرنے کرنا ہے۔دعاؤں اور زیارات کی عبارات پر غور کرنے سے معارف وعقائد کا خزانہ حاصل ہو سکتا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ دعاؤں اور زیارات میں صرف ان کے ثواب کے پہلو کو ہی مدنظر رکھتے ہیں اور اس کے دوسرے اہم آثار کی جانب توجہ نہیں کرتے۔

ا۔ دلیل و برہان قائم کرنے کی بحث

حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی ارواحنا فداہ کے درمیان مشترک خصوصیات میں سے ایک مخالفین کے لئے بحث میں دلیل و برہان قائم کرنا ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام مخالف دانشوروں کے ساتھ بحث کرتے اور انہیں محکوم و مغلوب کرتے، اسی طرح امام زمانہ ارواحنا فداہ بھی مخالفین کے ساتھ بحث کریں گے اور پوری کائنات میں ہر کسی کے لئے دلیل و برہان پیش کریں گے۔ اس مطلب کی وضاحت کے لئے ہم اس کی تشریح پیش کرتے ہیں۔

ا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اور دلیل و برہان قائم کرنا

حضرت امام رضا علیہ السلام کی امامت کے دوران ان کے عملی منشور میں سے ایک اثبات وجود خدا، آئین اسلام اور مکتب تشیع کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے بحث، مناظرے اور دلیل و برہان قائم کرنا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس زمانے کے بڑے بڑے دانشوروں میں سے ہر دانشور کے ساتھ   کسی مترجم کے بغیر ان کی ہی زبان میں بحث کی، چاہے وہ کسی بھی قوم اور ملت سے ہو۔ ان کی ہی زبان میں انہیں کے عقائد و افکار کی بناء پر ان کے عقائد کی رد کی۔

یہ مناظرہ اور بحث مجمع عام میں حق اور مکتب تشیع کے اثبات میں بہت مؤثر ثابت ہوتے۔ تاریخ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا دوسرے ادیان کے بزرگ دانشوروں کے ساتھ بحث کر کے انہیں مغلوب کرنے اور ان دانشوروں کا اپنی شکست کو تسلیم کرنے کے بہت سے واقعات تاریخ میں پائے جاتے ہیں۔ ہم ان میں سے دو واقعہ کو پیش کرتے ہیں۔

محمد بن فضل ہاشمی سے بہت بہترین اور مفصل روایت نقل ہوئی ہے کہ جس کا خلاصہ یوں ہے۔

میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی شہادت سے ایک دن پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرتؑ نے فرمایا:

میرے دنیا سے جانے کے بعد یہ امانتیں مدینہ لے جاؤ اور میرے فرزند علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کو دے دو اور وہ میرے بعد اس امت پر حجت خدا اور امام ہیں۔

محمد بن ہاشمی کہتے ہیں: آنحضرتؑ نے جیسا فرمایا تھا، میں نے ویسا ہی انجام دیا۔ میں مدینہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور امانتیں ان تک پہنچائیں اور عرض کیا:

میں بصرہ جا رہا ہوں اور وہاں آپ کے پدربزرگوار کی شہادت کی خبر پھیل چکی ہوگی۔ وہ مجھ سے آپ کی امامت کے بارے میں سوال کریں گے۔ اے کاش! آپ لطف و کرم فرما کر میرے لئے اپنی امامت کے دلائل میں سے کچھ دکھائیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے رسول اکرمؐ کے مخصوص آثار اور تبرکات دکھائے کہ جو آئمہ اطہار علیہم السلام کے پاس تھیں۔

پھر انہوں نے فرمایا: میں بصرہ آؤں گا۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کب بصرہ تشریف لائیں گے؟

فرمایا: تمہارے وہاں جانے کے تین دن کے بعد۔

میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی اجازت سے وہاں سے رخصت ہوا اور بصرہ

آ گیا۔دوست مجھ سے ملنے کے لئے آئے اورانہوں نے مجھ سے پوچھاتو میں نے ساراماجرا ان سے بیان کیا۔

لوگوں میں سے عمرو بن ہذاب نامی ایک ناصبی کھڑاہوااور مجھ پراعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا: مقام امامت حسن بن محمد کے لئے اولویت رکھتا ہے کیونکہ وہ اہلبیت علیہم السلام میں سے بزرگ اور زاہد و عابد ہیں۔لیکن علی بن موسی علیہ السلام جوان ہیں۔شاید وہ مسائل سے عاجز ہوں۔حسن بن محمد مجلس میں حاضر ہوئے اورانہوں نے اس کی بات کوٹوکتے ہوئے کہا کہ محمد ہاشمی کہہ رہے ہیں کہ علی بن موسی علیہ السلام تین دن میں بصرہ تشریف لائیں گے اور یہ خود قطعی دلیل ہے۔لہذا تین دن تک انتظار کریں۔

لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے۔تیسرے دن حضرت امام رضا علیہ السلام حسن بن محمد کے گھر تشریف لائے اورانہوں نے خود حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی۔آنخضرتؑ نے سب دوستوں اور یہود و نصارا کے بزرگوں کو مجلس میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے لئے مخصوص مسند قرار دی۔آنخضرتؑ مجلس میں تشریف لائے اور سب کو سلام کرنے کے بعد فرمایا:

میں علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہم ہوں۔

آج مسجد النبی مدینہ میں جب میں نے صبح کی نماز ادا کی تو حاکم مدینہ میرے پاس آیا اور چند چیزوں کے بارے میں مجھ سے مشورہ کیا۔میں نے اسے مفید مشورہ دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ عصر کے وقت اس کی طرف لوٹ جاؤں گا۔لہذا جو کوئی بھی مجھ سے امامت کی

علامات اور آثار کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھے۔

عمرو بن ہذّاب اٹھا اور کہا: محمد بن فضل ہاشمی نے آپ کی طرف سے کچھ چیزیں بیان کی ہیں کہ جنہیں ہمارا دل قبول نہیں کرتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: لیکن اس نے کیا کہا ہے؟

عرض کیا: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ تمام آسمانی کتابیں اور دنیا کی سب زبانیں جانتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ سچ کہہ رہے ہیں۔ تم جو چاہو، پوچھو۔

عرض کیا: ہم نے روم، ہند، فارس، ترک وغیرہ سے مختلف لوگوں کو بلایا ہے تا کہ وہ آپ کو آزمائیں اور آپ کا امتحان لیں۔ اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک سے گفتگو کریں۔ امامؑ نے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ انہیں کی زبان اور لہجہ میں بات کی اور ان میں سے ہر ایک کے سوالوں کے جواب دیئے کہ جس سب حیران ہو گئے اور انہوں نے اقرار کیا کہ آنحضرتؑ ان میں سے سب سے زیادہ فصیح زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔

پھر حضرت امام رضا علیہ السلام عمرو بن ہذّاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اگر میں تمہیں خبر دوں کہ تم کتنے دنوں میں اپنے ایک رشتہ دار کا خون بہاؤ گے تو کیا تم تصدیق کرو گے؟

عرض کیا: نہیں میں تصدیق نہیں کروں گا۔ کیونکہ خدا کے علاوہ کوئی غیب کو نہیں جانتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لیکن کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خداوند متعال نے فرمایا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾[۱]
وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے، مگر جس رسول کو پسند کر لے۔

ہم بھی پیغمبرؐ کے وارث ہیں۔ لہذا جو کچھ واقع ہو چکا ہے یا جو کچھ قیامت تک رونما ہوگا، ہم وہ سب جانتے ہیں۔ تم پانچ دن میں اپنے ایک رشتہ دار کو قتل کرو گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو جان لینا کہ میں امام نہیں ہوں۔

پھر فرمایا: کتنے دنوں میں نابینا ہو جاؤ گے اور جھوٹی قسم کھاؤ گے اور پیس ہو جاؤ گے۔

راوی کہتا ہے: خدا کی قسم حضرت امام رضا علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ سب کچھ چند دنوں کے بعد واقع ہوا۔

پھر اس کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء سے انہیں کی زبان میں بحث کی اور حضرت رسول اکرمؐ کی رسالت کو انہیں کی کتابوں سے ثابت فرمایا۔

سب نے آنحضرتؑ کا صداقت کا اقرار کیا اور عرض کیا: اگر یہود و نصارا پر ہماری حکومت نہ ہوتی تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے سب لوگوں کے سوالوں کے جواب دیئے اور ان کی حاجت روائی فرمائی۔ ظہر کی نماز با جماعت ادا کی اور پھر فرمایا: میں اب مدینہ واپس جا رہا ہوں اور انشاءاللہ کل پھر آؤں گا۔

۱۔ سورۂ جن: آیت، ۲۶

اگلے دن پھر جنت کی خوشبو سے فضا معطر ہوگئی۔شب انتظار کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور بصرہ کے لوگوں کو ایک بار پھر حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔وہاں بصرہ کے لوگ ایک جگہ اکٹھے تھے کہ ایک بار پھر نور امامت طلوع ہوا اور سب کو منور کر گیا۔

انہوں نے روم کی ایک کنیز آنحضرتؑ کی خدمت میں پیش کی۔امامؑ نے اسی کی رومی زبان میں اس سے کلام کیا اور فرمایا:

اے کنیز! کیا تم حضرت محمدؐ کو زیادہ چاہتی ہو یا عیسیٰ علیہ السلام کو؟

کنیز نے عرض کیا: میں جب تک حضرت محمدؐ کو نہیں پہچانتی تھی عیسی علیہ السلام کو زیادہ چاہتی تھی۔لیکن اب چونکہ مجھے حضرت محمدؐ کی معرفت حاصل ہوگئی ہے اس لئے انہیں کو زیادہ چاہتی ہوں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اب جب کہ تمہیں حضرت محمدؐ کی معرفت حاصل ہو گئی ہے تو کیا حضرت عیسیٰؑ کو نہیں چاہتی؟

عرض کیا: کیوں نہیں؛ لیکن میں حضرت محمدؐ کو زیادہ چاہتی ہوں۔

جاثلیق نے آنحضرتؑ کی اجازت سے لوگوں کے لئے اس گفتگو کا ترجمہ کیا اور آنحضرتؑ سے عرض کیا۔ایک نصرانی شخص اہل سندھ اور متکلمین میں سے ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم اسے آپ کی خدمت میں لائیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔

اسے لایا گیا تو آنحضرتؑ نے سندھی زبان میں اس کے ساتھ بات کی اور توحید و رسالت کے موضوع کے بارے میں اس سے بحث کی اور اس پر دلیل قائم کی یہاں تک کہ اس

شخص نے خدا کی وحدنیت اور پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی دی اور اپنے زُنار (مسیحوں کا مخصوص کمربند) پھاڑ دیئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا: محمد بن فضل نے جو کچھ کہا تھا کیا اب تم اس پر ایمان لائے ہو؟

لوگوں نے کہا:

محمد بن فضل نے جو کچھ کہا تھا۔ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر آپ کا مقام ثابت ہو گیا ہے۔ اسی طرح محمد بن فضل نے ہم سے کہا تھا کہ آپ کو سرزمین خراسان لے جایا جائے گا، کیا یہ صحیح ہے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! یہ صحیح ہے۔

سب لوگوں نے آنحضرتؑ کی امامت کا اقرار کیا اور چلے گئے۔

بصرہ کے لوگوں کے دلوں پر باران رحمت برسی اور سب پر حجت تمام ہوئی۔ بصرہ کے لوگوں نے رات حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں بسر کی۔

شد روشن از فروغ سحر، طارم کبود
نقّاش صبح، رنگ شب از آسمان زدود
بگریخت از شرارهٔ مشرق، غبار شب
چون از لهیب شعله آتش غبار دود

آخر شب وصال گزر گئی اور جدائی کا دن آ گیا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے سب سے خدا حافظی کی اور چلے گئے۔

محمد بن فضل کہتے ہیں: میں آنحضرتؑ کے ساتھ گیا۔راستے میں ہم ایک جگہ پر پہنچے کہ جہاں حضرت امام رضا علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی اور فرمایا:

اے محمد !اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے اطاعت کی۔پھر امامؑ نے فرمایا:اپنی آنکھیں کھولو۔جب میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے اپنے آپ کو بصرہ میں اپنے گھر کے دروازے پر پایا۔لیکن حضرت امام رضا علیہ السلام میری نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کوفہ جاؤں اور شیعوں کو خبر دوں کہ آٹھویں امامؑ کوفہ تشریف لائیں گے اور حفص بن عمیر کے گھر میں قیام فرمائیں گے۔

میں نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا اور آنحضرتؑ وہاں تشریف لائے اور حکم دیا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے دانشوروں کو جمع کرو۔امامؑ نے ان سب کے ساتھ انہیں کی زبان میں گفتگو کی اور اپنی اور اپنے اجداد کی حقانیت کو ثابت کیا اور عیسائیوں کے جاثلیق سے فرمایا:

کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس ایک نوشتہ تھا کہ جس پر پانچ نام تحریر تھے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق جانا چاہتے تو خدا کو ان اسماء میں سے ایک کے وسیلہ سے پکارتے تو وہ ایک ہی لحہ میں وہ مسافت طے کر لیتے ؟

جاثلیق نے کہا:ایسا ضرور تھا لیکن میں ان اسماء کو نہیں جانتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

پیغمبرؐ کے بعد کوئی امام اور حجت خدا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ تمام علوم اور پیغمبروں کے کمالات سے واقف ہو اسے تمام آسمانی کتابوں کا علم ہو اور دنیا کی سب زبانوں میں گفتگو کر سکتا ہو۔وہ کسی بھی زبان سے ناآشنا نہ ہو یعنی وہ ہر زبان سے آشنائی رکھتا ہو اور وہ گناہ اور

اخلاقی برائیوں سے دور ہو [1]۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا اس زمانے کے بزرگ دانشوروں کے ساتھ بحث کا ایک اور نمونہ

بحار الأنوار میں نقل ہوا ہے: محمد بن عمر بن عبد العزیز انصاری کہتے ہیں: جنہوں نے خود حسن بن محمد نوفلی سے سنا تھا انہوں نے میرے لئے یوں بیان کیا:

جب حضرت امام رضا علیہ السلام مامون کے پاس گئے تو مامون نے فضل بن سہل کو حکم دیا کہ وہ صاحب نظر دانشوروں کو جمع کرے۔ جیسے جاثلیق (مسیحی) رأس الجالوت (یہودی) صابئین کے رؤسا (خدا، پیغمبر اور دین کے منکرین) ہربزا کبر، زرتشتیوں کے علماء، نسطاس رومی اور علم کلام سے آگاہ افراد، تا کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی گفتگو سنیں۔ فضل بن سہل نے مامون کے حکم پر عمل کیا اور ان سب افراد کو جمع کیا اور اس کی خبر مامون کو دی، مامون نے حکم دیا کہ ان سب کو اس کے دربار میں لایا جائے اور فضل بن سہل نے ایسا ہی کیا۔

مامون نے ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا: میں نے تم سب کو نیک کام کے لئے بلایا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم سب میرے چچا زاد بھائی کے ساتھ مل کر میرے پاس مدینہ سے آئے ہوئے شخص کے ساتھ مناظرہ اور گفتگو کرو۔ کل تم سب مل کر میرے پاس آؤ اور تم میں سے کوئی بھی اس حکم سے روگردانی نہ کرے۔ سب نے کہا کہ ہم نے آپ کا حکم سن لیا اور ہم

---

[1] علم غیب: ۲۲، بحار الانوار سے نقل: ۴۹/۷۵۔

اس کی اطاعت کریں گے۔کل صبح ہم جلدی آئیں گے۔

حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں: جس وقت ہم حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے کہ ہمارے پاس یاسر آئے، وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے امور کو انجام دینے پر مأمور تھے۔

اس نے عرض کیا: اے میرے آقا! مامون نے آپ کو سلام کہلوایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ کا بھائی آپ پر قربان جائے، تمام ملتوں سے تعلق رکھنے والے متکلمین میرے پاس جمع ہوئے ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی گزارشات سننے کے لئے میرے پاس تشریف لے آئیں اور اگر آپ کو پسند نہ آئے تو زحمت نہ کریں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ ہمارے لئے یہ کام آسان ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے پیغام بھیجا:

اسے سلام کہو اور بتاؤ: تم نے جو ارادہ کیا ہے میں اس سے واقف ہوں اور کل صبح انشاء اللہ میں تمہارے پاس آؤں گا۔

حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں: یاسر کے جانے کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا:

اے نوفلی! تم عراقی ہو اور عراقی دقیق نظر رکھتے ہیں۔ تم مامون کے اس کام کے بارے میں کیا سوچتے ہو کہ جس نے اپنے چچا زاد جو کہ اہل شرک ہے اور دوسرے ادیان کے علماء کو اپنے گرد جمع کئے ہوئے ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! وہ آپ کو آزمانا چاہتے ہیں اور آپ کے علم کا

امتحان لینا چاہتے ہیں۔اس کا کام آگاہی کی بنیاد پر نہیں بلکہ بدنیتی پر مبنی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بارے میں خود اس کا کیا نظریہ ہے؟

میں نے عرض کیا: علم کلام کے دانشور اور اہل بدعت، علماء کے برخلاف ہیں۔کیونکہ عالم کسی صحیح بات کا انکار نہیں کرتا لیکن دوسرے ادیان کے علماء، متکلمین اور اہل شرک سب کے سب منکرین اور جھوٹ گھڑنے والے ہیں۔اگر آپ انہیں کہیں کہ خداوند عالم یکتا ویگانہ ہے تو وہ کہیں گے کہ اس کی وحدانیت کو ثابت کرو۔اگر ان سے کہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں تو وہ کہیں گے: ان کی رسالت کو ثابت کرو۔پھر وہ سامنے والے کو چکرا دیں گے کہ وہ خود اپنی دلیل کو باطل کردے گا۔۔وہ اس کے ساتھ مغالطہ کریں گے تا کہ وہ اپنے قول سے دست بردار ہو جائے۔

میں آپ پر قربان جاؤں! آپ ان سے پرہیز کریں اور ہوشیار رہیں۔

امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا:

اے نوفلی: کیا تمہیں اس بات کا ڈر ہے کہ وہ میری دلیلوں کو رد کریں گے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔خدا کی قسم مجھے ہرگز آپ کے بارے میں کوئی خوف نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ خداوند عالم آپ کو ان پر کامیاب فرمائے گا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اے نوفلی؛ کیا تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ مامون کس وقت اپنے کام پر پشیمان ہوگا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں

فرمایا: جب وہ اہل توریت کے لئے میری دلیل انہیں کی توریت سے، اہل انجیل کے

لئے انہیں کی انجیل سے، اہل زبور کے لئے انہیں کی زبور سے، صابئین کے لئے عبری کلام سے، زرتشتیوں کے ساتھ فارسی، رومیوں کے ساتھ رومی اور ہر دین کے صاحبان نظر علماء و دانشوروں کے ساتھ انہیں کی زبان میں میری دلیل سنے گا۔ جب میں ان کی ہر ایک دلیل کو باطل کر کے اسے مغلوب کروں گا اور وہ اپنے قول سے دست بردار ہو جائے گا اور میری باتوں کو قبول کرے گا تو مامون سمجھے گا کہ اس نے جو راہ اختیار کی، وہ صحیح نہیں تھی۔ اس وقت اسے پشیمانی ہوگی۔ کوئی قوت اور حرکت خدا کے وسیلہ کے بغیر نہیں ہے۔

جب صبح ہوئی تو فضل بن سہل امام علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں؛

آپ کا چچازاد آپ کا منتظر ہے اور اس نے جن کو بلایا تھا وہ سب جمع ہو چکے ہیں۔ آپ کا کیا ارادہ ہے؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم چلو میں انشاء اللہ آتا ہوں۔

پھر آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر آپ نے ستو کا شربت نوش فرمایا اور ہمیں بھی دیا۔ پھر وہ گھر سے باہر نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور ہم مامون کے پاس چلے گئے۔ دربار لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ محمد بن جعفر (آپ کے چچا) بھی کچھ طالبین، ہاشمین اور لشکر کے سربراہوں کے ہمراہ موجود تھے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام جوں ہی دربار میں داخل ہوئے تو مامون اٹھ کھڑا ہوا۔ محمد بن جعفر اور تمام بنی ہاشم بھی احترام کے لئے کھڑے ہو گئے۔ امام علیہ السلام اور مامون بیٹھ گئے اور بقیہ لوگ بیٹھنے کے حکم کے انتظار میں کھڑے رہے۔

مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کچھ دیر آنحضرت کے ساتھ گفتگو کی۔

پھر جاثلیق کی طرف دیکھا اور کہا: اے جاثلیق! یہ میرے چچا زاد علی بن موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جو ہمارے پیغمبرؐ کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فرزندوں میں سے ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم کہ ان کے ساتھ گفتگو کرو، بحث کرو دلیل لاؤ اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

جاثلیق نے کہا: اے امیر المؤمنین میں کس طرح کسی ایسے شخص سے بحث کروں کہ جو ایسی کتاب سے دلیل پیش کرے گا جس کا میں منکر ہوں اور جو پیغمبر کے اقوال سے استدلال کرے گا کہ جن پر میرا ایمان نہیں ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اے مسیحی: اگر میں تمہاری انجیل سے دلیل پیش کروں تو کیا تم اسے قبول کرو گے؟

جاثلیق نے کہا: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کے بارے میں انجیل نے کچھ کہا ہو، میں اس کا انکار کر دوں! خدا کی قسم اگر وہ میرے خلاف بھی ہو تب بھی میں اسے قبول کروں گا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کے لئے انجیل سے تلاوت کی اور ثابت کیا کہ ہمارے پیغمبرؐ کا ذکر ان کی انجیل میں موجود ہے۔ پھر اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی تعداد اور ان کے احوال کی خبر دی اور بے شمار دلائل سے ثابت کیا اور اس نے اس کا اقرار کیا۔ پھر کتاب شعیا اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں سے استدلال کیا۔ یہاں تک کہ جاثلیق نے کہا کہ اب اگر میرے علاوہ کوئی اور بھی آپ سے سوال کرے۔ حق مسیح کی قسم! میں ہرگز یہ

گمان نہیں کرسکتا تھا کہ مسلمان علماء میں آپ جیسی شخصیت بھی ہے۔

اس کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام نے رأس الجالوت کی طرف رخ کیا اور تو ریت و زبور، کتاب شعیا اور حیقوق سے اس پر استدلال کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی خاموش ہوگیا اور اس کے پاس بھی کہنے کو کوئی جواب نہیں تھا۔

پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے "ہربذ اکبر" یعنی زرتشتیوں کے دانشور کی طرف رخ کیا اور اس پر بھی استدلال فرمایا: جب وہ بھی لاجواب ہوگیا تو پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے سامعین کی طرف رخ کیا اور فرمایا:

اگر آپ میں کوئی اسلام کا مخالف ہو اور مجھ سے کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہو تو وہ بنا ہچکچاہٹ کے پوچھ سکتا ہے۔

عمران صابی (جو کہ متکلمین میں سے ایک تھا) اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کیا:

اے دانشور! اگر آپ کی سوال کی دعوت نہ دیتے تو میں سوال نہ کرتا۔ میں نے کوفہ بصرہ، شام اور الجزیرہ کے سفر کئے ہیں۔ بہت سے متکلمین دیکھے ہیں۔ اب تک مجھے کوئی ایسا نہیں ملا جو میرے لئے وجود واحد کو ثابت کرے کہ جس کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے کچھ سوال کرسکتا ہوں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اگر ان لوگوں میں کوئی عمران صابی ہے تو تم وہی ہو۔

عرض کیا: میں عمران صابی ہی ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

سوال پوچھولیکن انصاف کی رعائت کرنا اور برے افکار اور زشت خیالات سے پرہیز کرنا۔

عمران نے عرض کیا:

خدا کی قسم اے میرے آقا! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس چیز کو میرے لئے ثابت کریں کہ جس سے تمسک کر سکتے ہوں اور اس سے تجاوز نہ کر سکتے ہوں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے ذہن میں جو کچھ ہے، اس کے بارے میں سوال کرو۔

لوگ جمع ہو کر آپ کے قریب آ چکے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس پر استدلال کیا اور اس کے سوالات کے جوابات دیئے۔ گفتگو طولانی ہوگئی اور نماز کا وقت ہوگیا۔ امام علیہ السلام نے مامون کی طرف دیکھ کر کہا: نماز کا وقت ہوگیا ہے۔

عمران نے عرض کیا: اے میرے آقا! اب جب کہ میرا دل نرم ہو چکا ہے، اب میرے جواب کو ادھورا نہ چھوڑیں۔

امام علیہ السلام فرمایا: نماز پڑھنے کے بعد واپس آتے ہیں۔

پھر امام علیہ السلام کھڑے ہوئے اور مامون بھی کھڑا ہوا آنحضرتؑ نے اندر نماز پڑھی اور لوگوں نے جعفر بن محمد کی امامت میں نماز ادا کی۔ نماز ادا کرنے کے بعد امام علیہ السلام اپنی جگہ واپس آ گئے۔ عمران کو بلایا اور فرمایا:

اے عمران! سوال کرو۔

اس نے خالق کائنات اور صفات خداوند کیبارے میں سوال کئے اور امام علیہ السلام

نے سب کے جوابات دیئے یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عمران کیا تم صحیح طرح سمجھ گئے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں، اے میرے آقا! میں سمجھ گیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جیسے آپ نے توصیف کی، اور جیسے اس کی وحدنیت بیان کی، خدا ویسا ہی ہے اور یہ کہ محمدؐ اُس کے رسول ہیں کہ جو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ پھر وہ قبلہ رخ سجدے میں گر پڑا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

حسن بن محمد نوفلی کہتے ہیں:

دربار میں دوسرے متکلمین بھی موجود تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ عمران نے اپنی تمام بحث وجدال کے باوجود امام علیہ السلام کے سامنے اپنی شکست کا اقرار کر رہا ہے تو وہ لوگ آنحضرتؑ کے پاس نہ آئے اور انہوں نے کوئی سوال نہ پوچھا یہاں تک کہ غروب کا وقت ہوگیا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام اور مامون کھڑے ہوئے اور کمرے میں چلے گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔ میں اپنے کچھ دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ تھا کہ محمد بن جعفر نے کسی کو میری طرف بھیجا اور میں اس کے پاس گیا۔

محمد بن جعفر نے کہا: اے نوفلی! تم نے دیکھا کہ آج تمہارے دوست نے کیا کیا؟

خدا کی قسم! میں ہرگز یہ نہیں سوچ سکتا کہ علی بن موسیٰ علیہ السلام ایسے موضوعات میں اتنی مہارت رکھتے ہیں میں انہیں ایسا نہیں پہچانتا تھا۔ کیا وہ مدینہ میں علم کلام پڑھاتے ہیں یا علم کلام کے دانشور ان کے پاس آتے ہیں؟

میں نے کہا: حج کے لئے جانے والے امامؑ کی زیارت سے بھی شرفیاب ہوتے ہیں

اوران سے حلال وحرام اوراحکامات الٰہی کے بارے میں پوچھتے ہیں اورامام علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہیں۔کبھی کوئی ان سے مناظرہ کرنے کے لئے بھی آتا ہےتو امام علیہ السلام اس کے لئے استدلال کرتے ہیں۔

محمد بن جعفر نے کہا:اے ابومحمد! مجھے ڈر ہے کہ یہ شخص ان سے حسد کی وجہ سے انہیں زہر نہ دےدے اورانہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ کردے۔تم آنحضرتؑ کومتوجہ کروکہ وہ ایسے امور سے گریز کریں۔

میں نے کہا کہ وہ میری بات نہیں مانیں گے۔وہ شخص یہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا ان کے پا س ان کے آباؤواجداد کے علوم میں سے کچھ ہے یا نہیں؟

محمد بن جعفر نے کہا: آنحضرتؑ سے کہو: آپ کے چچا ایسی فضیلتوں کے اظہار کرنے کو پسندنہیں کرتے ہیں اور کچھ علل واسباب کی وجہ سے ایسے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

جب میں حضرت امام رضاعلیہ السلام کے گھر گیا تو میں نے ان کے چچا محمد بن جعفر کا پیغام انہیں پہنچایا: آنحضرتؑ مسکرائے اورفرمایا:

خدا میرے چچا کی حفاظت کرے۔مجھے نہیں معلوم کہ انہیں یہ کام کیوں پسند نہیں آتا تھا۔

پھرفرمایا:عمران صابی کے پاس جاؤاوراسے میرے پاس لے کرآؤ۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پرفدا ہوجاؤں: مجھے اس کا پتہ نہیں معلوم۔وہ کچھ شیعہ بھائیوں کے پاس رہتا ہے۔

فرمایا:اس میں کوئی حرج نہیں ہےاس کے لئے سواری بھیج دوتا کہ وہ آجائے۔

میں عمران کے پاس گیا اور اسے لے کر آ گیا۔ امام علیہ السلام نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے بطور تحفہ ایک لباس دیا۔ عمران نے وہ لباس پہنا اور اس کے بعد اور دس ہزار درہم طلب کیے اور امام علیہ السلام نے اسے ہدیہ کیے۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپ نے اپنے جد امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی یاد تازہ کر دی۔

امامؑ نے فرمایا: اسی طرح پیش آنا چاہیے۔ پھر فرمایا: کھانا لے آؤ۔ مجھے دائیں اور عمران کو بائیں طرف بٹھایا اور رات کا کھانا کھانے کے بعد عمران سے فرمایا:

اب تم گھر چلے جاؤ اور کل صبح جلدی میرے پاس آنا تا کہ اہل مدینہ کی خوراک تمہیں دوں۔

اس واقعہ کے بعد عمران علماء متکلمین اور مختلف ادیان و مذہب کے علماء کے ساتھ بیٹھتے اور جب تک وہ ان کی دلیلوں کو باطل نہ کر دیتے تھے ان کے پاس سے اٹھ کر نہیں جاتے تھے[۱]۔

پورے ملک میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے دلچسپ مناظروں کا چرچا تھا اور ہر جگہ ان مناظروں کی وجہ سے لوگوں میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ مامون اور تمام بنی عباس کی حکومت کے جانے کا خوف ہونے لگا تھا۔

اس لئے اس نے اپنی حیثیت بچانے اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی شخصیت کو شکست دینے کے لئے کچھ ایسے پروگرام بنائے تا کہ شاید وہ اپنے منحوس اہداف میں کامیاب ہو سکے۔ لیکن اسے ہمیشہ شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔ لوگوں کے دلوں میں امام رضا علیہ السلام کے

۱۔ بحار الانوار: ۱۷۳/۴۹

لئے دریائے محبت موجزن تھا۔آخر کار یہ تابناک آفتاب غروب ہوگیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی مختلف مناظروں میں کامیابی سے ان کی لامتناہی علمی قوت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جی ہاں؛حضرت امام رضا علیہ السلام کے حیرت انگیز معجزوں اور اس زمانے کے نامور دانشوروں کے ساتھ مہم بحثوں کی وجہ سے لوگوں میں آنحضرتؑ کی محبوبیت میں اضافہ ہوا اور بالآخر مامون نے آپ کو شہید کروانے کا ارادہ کرلیا۔

''عیون اخبار الرضا'' میں نقل ہوا ہے:ہرثمہ بن اعین کہتے ہیں: میں مامون کے گھر اپنے مولا اور آقا حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا۔وہاں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔مگر یہ خبر صحیح نہیں تھی۔میں اندر داخل ہوا اور ملاقات کی اجازت طلب کی۔

ہرثمہ کہتے ہیں:مامون کے نوکروں میں ایک مامون کا بھروسہ مند جوان تھا کہ جسے'' صبیح دیلمی'' کہتے تھے۔وہ میرے مولا کی ولایت کو مانتا تھا اور انہیں دوست رکھتا تھا۔وہ اس وقت وہاں سے نکلا اور جونہی مجھے دیکھا تو کہنے لگا:

اے ہرثمہ :تم یقیناً جانتے ہو کہ میں مامون کے مخفی اور آشکار امور کا قابل بھروسہ ہوں۔اب جان لو کہ مامون نے مجھے اور اپنے تیس دوسرے قابل اعتماد اور رازدار غلاموں کو آدھی رات کے بعد بلایا اس کے سامنے نیام سے نکلی ہوئی ننگی،تیز اور زہر آلود تلواریں تھیں۔اس نے ہم کو ایک ایک کر کے بلایا اور ہر ایک سے عہد وپیمان لیا۔وہاں ہمارے علاوہ خدا کی مخلوق میں سے کوئی نہیں تھا۔

اس نے ہم سے کہا:

یہ کام تمہارے ذمہ ہے اور جان لو کہ میں جو بھی حکم دوں، اس پر عمل کرو اور ہرگز اس کی مخالفت نہ کرنا۔ ہم نے اس کا کام انجام دینے کی قسم کھائی۔

پھر اس نے کہا: ہر ایک تلوار اٹھاؤ اور جاؤ تا کہ علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہو جاؤ اور انہیں جس حال میں بھی دیکھو، چاہے وہ بیٹھے ہوں، کھڑے ہوں یا پھر سوئے ہوں، ان کے ساتھ بات کئے بغیر اپنی تلواروں سے ان پر وار کرو اور ان کا گوشت، خون، مغز، بال اور ہڈیوں کو آپس میں ملا دو۔ پھر ان پر فرش ڈال کر اپنی تلواریں اس سے صاف کرو اور میری طرف واپس آ جاؤ۔ اس کام کے لئے تم میں سے ہر ایک کو درہم کی دس تھیلیاں اور منہ مانگی دس قطعہ زمیں دوں گا اور جب تک میں زندہ رہوں تم مجھ سے یونہی مستفید ہوتے رہو گے۔ صبیح نے اپنی بات جاری رکھی کہ ہم ہاتھوں میں تلواریں لے کر آنحضرتؑ کے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ پہلو پر لیٹے ہوئے تھے اور اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے کچھ کہہ رہے تھے کہ جسے ہم سمجھ نہیں سکے۔

سب غلام اپنی تلواروں کے ساتھ ان کی طرف حملہ آور ہوئے۔ میں کھڑا ہو کر یہ سب دیکھ رہا تھا۔ میں نے اپنی تلوار نیچے کر لی۔ گویا انہیں ہمارے آنے کی خبر تھی۔ انہوں نے لباس زیب تن نہیں کیا تھا تا کہ کہیں تلواریں ان پر اثر نہ کریں۔ وہ ان پر فرش لپیٹنے کے بعد وہاں سے نکلے اور مامون کے پاس واپس آ گئے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا کیا؟

کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے جس چیز کا حکم دیا تھا ہم نے اس کی اطاعت کی اور اسے انجام دیا۔ اس نے کہا: تم میں سے کوئی بھی یہ بات دوبارہ نہ دہرائے۔

جب طلوع فجر ہوئی اور دن کی روشنی نمودار ہوئی تو مامون ننگے سر اپنی قمیض کے بٹن کھول کر تعزیتی مجلس میں بیٹھ گیا ور آنحضرتؑ کی وفات کا اظہار کرنے لگا۔ پھر وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں حضرت امام رضا علیہ السلام کے کمرے کی طرف چل دیا میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو کمرے سے تسبیح و تحلیل کی آواز اس طرح آ رہی تھی ۔ وہ گھبرا گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ ان کے پاس کون ہے؟

میں نے کہا اے امیر المؤمنین میں نہیں جانتا! اس نے کہا کہ جاؤ اور دیکھو۔

صبیح نے کہا: جب میں کمرے کی طرف گیا تو وہ میرے آقا تھے کہ جو محراب میں بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے اور تسبیح کر رہے تھے۔

میں نے مامون کے پاس واپس آ کر کہا: میں نے محراب میں کسی کو دیکھا ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اور تسبیح کر رہا ہے۔

اس خبر سے وہ بہت مبہوت ہو گیا اور کانپنے لگا۔ پھر کہنے لگا: تم لوگوں نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ خدا تم لوگوں پر لعنت کرے۔ پھر ان لوگوں میں سے اس نے میری طرف رخ کیا اور کہا: اے صبیح! کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ دیکھو کہ وہ کون ہے جو نماز پڑھ رہا ہے۔

صبیح کہتا ہے: میں وہاں داخل ہوا اور مامون واپس چلا گیا۔ جب میں اس بارگاہ کے دروازے پر پہنچا تو مجھ سے فرمایا: اے صبیح!

میں نے کہا: جی میرے مولا میں حاضر ہوں اور ان کے قدموں پر گر پڑا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: اٹھو، خدا تم پر رحمت کرے۔

﴿ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ

الْكَافِرُوْنَ ﴾ ۱

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نورِ خدا کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے چاہے یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

صبیح کہتا ہے: میں مامون کے پاس واپس گیا۔ میں نے اس کے لٹکے اور مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

اس نے مجھ سے کہا: اے صبیح! کیا خبر ہے؟

میں نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین! خدا کی قسم وہ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور یوں کہا:

صبیح کہتا ہے: مامون کو میری بات پر اطمینان ہو گیا اور اس نے اپنے بٹن بند کرنے کے بعد حکم دیا کہ اس کا لباس لاؤ۔ اس نے لباس پہننے کے بعد کہا: تم لوگ کہو کہ علی بن موسیٰ علیہ السلام بے ہوش تھے مگر اب انہیں ہوش آ گیا ہے۔

ہرثمہ کہتے ہیں: میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر میں اپنے آقا حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا:

اے ہرثمہ؛ صبیح نے تم سے جو کچھ بھی کہا ہے، اس کا تذکرہ کسی اور سے نہ کرنا۔ مگر یہ کہ خدا نے اس کے دل کو ہماری ولایت اور محبت و ایمان سے بھر دیا ہے۔

میں نے کہا: اے میرے آقا میں اطاعت کروں گا۔ پھر فرمایا:

اے ہرثمہ! وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر یہ کہ جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ معین زمانہ

۱۔ سورۂ صف: آیت ۸۔

آجائے گا[1]۔

۲۔ امام مہدی علیہ السلام کا دلیل و برہان قائم کرنا

جس طرح حضرت امام رضا علیہ السلام کے دنیا کے مختلف شہروں اور مختلف دانشوروں کے ساتھ انہیں کی زبان میں مناظرہ کرنے سے لوگوں کے دلوں میں آنحضرتؑ کی محبت میں اضافہ ہوا۔ ظہور کے زمانے میں بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام پوری کائنات میں برہان و دلیل سے استدلال فرمائیں گے۔ جس کی وجہ سے دنیا کے بہت سے علاقوں میں جنگ اور تلوار اٹھائے بغیر ہی دنیا والے فوج در فوج مومنین کی صفوں میں شامل ہو جائیں گے [2]۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

یملأ الارض عدلاً وقسطاً و برهاناً [3]۔

آنحضرتؑ پوری روئے زمین کو عدل و انصاف اور برہان سے بھر دیں گے۔

۱۔ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۱۵۔

۲۔ پوری کائنات میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کامیابی کے مختلف عوامل ہیں۔ جن میں ایک جنگ ہے۔ جنگ بھی اسی صورت میں ہوگی کہ جب وہ لوگ آنحضرتؑ سے جنگ کے لئے پہل کریں گے۔ اس سے بوڑھے، بچے اور عورتیں آزاد ہوں گی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگ صرف جنگ اور قتل و غارت کو ہی امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کی کامیابی کا عامل و سبب سمجھتے ہیں اور وہ دنیا کو تسخیر کرنے والے دوسرے عوامل کے بارے میں بالکل بات ہی نہیں کرتے۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے مؤلف کی دوسری کتاب ''امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف و تسخیر جہان'' کی طرف رجوع فرمائیں۔

۳۔ بحار الانوار: ۴۴/ ۲۱، ۵۲/ ۲۸۰۔

اسی لئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے القاب میں سے ایک ''حجت'' ہے۔کیونکہ آنحضرتؑ سب لوگوں پر اتمام حجت کریں گے اور وہ ہر قسم کی مشکل کو دلیل سے حل گے۔یہ حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے درمیان مشترک صفات ہیں۔

۲۔لطف اور مہربانی

حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے درمیان دوسری مشترک نکصفت یہ ہے کہ دونوں امام لوگوں پر بہت مہربان ہیں۔اس بارے میں بہت سے دلائل موجود ہیں لیکن ہم مختصر طور پر ان کے بارے میں بحث کریں گے۔

ا۔حضرت امام رضا علیہ السلام کا لطف اور کرم

حضرت امام رضا علیہ السلام لوگوں پر اس قدر زیادہ مہربان تھے اور ہیں کہ تقریباً ہر کوئی اس سے آگاہ ہے۔اس بارے میں موجود روایات کے علاوہ آنخضرتؑ کے بے شمار معجزات لوگوں کے لئے خود ان کے لطف و کرم کی دلیل ہیں۔دو عیسائی جوانوں (یہ واقعہ ہم اس کتاب کے مقدمہ کے آخر میں ذکر کریں گے) کے ساتھ امام علیہ السلام کا لطف و کرم اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ کا لطف و کرم صرف شیعوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دوسروں پر بھی آپ بہت زیادہ مہربان ہیں۔

اب ہم ایک ایسا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے کس طرح شیعوں میں سے ایک کے بے جان جسم کو اپنی آغوش رحمت میں لیا اور کس طرح لطف و کرم اور مہربانی فرمائی۔

ایک شیعہ کا جنازہ اور حضرت امام رضا علیہ السلام

ابن شہر آشوب نے موسیٰ بن سیار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ہم لوگ شہر طوس کے نزدیک پہنچے تھے کہ ہم نے آہ وفغان کی آواز سنی ۔ہم اس آواز کے پیچھے گئے تو ہم نے ایک جنازہ دیکھا۔

جب میری نظر جنازے پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ میرے مولا وآقا گھوڑے سے اترے اور اس جنازہ کے پاس گئے اور اسے اٹھالیا۔پھر خود کو اس جنازے سے مس کیا۔جس طرح ایک میمنا اپنی ماں سے لپٹ جاتا ہے۔

پھر انہوں نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا:

اے موسیٰ بن سیّار؛ جو بھی میرے دوستوں میں سے کسی دوست کے جنازے کے ہمراہ چلے، وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے وہ ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہو اور ابھی تک اس پر کوئی گناہ نہ ہو۔

جب جنازے کو قبر کے نزدیک زمین پر رکھا گیا تو میں نے اپنے آقا امام رضا علیہ السلام کو دیکھا کہ جو میت کی طرف گئے اور لوگوں کو ایک طرف کیا تا کہ خود جنازے تک پہنچ سکیں ۔پھر انہوں نے اپنا دست مبارک میت کے سینے پر رکھا اور فرمایا:

اے فلاں بن فلاں! تمھیں جنت کی بشارت دیتا ہوں ۔اب سے کچھ دیر بعد تمھیں کوئی وحشت اور خوف نہیں ہوگا۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ۔کیا آپ اس میت کو پہنچانتے ہیں؟ حالانکہ اب تک آپ نے اس سرزمین کو نہ تو دیکھا تھا اور نہ ہی یہاں آئے تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

اے موسیٰ! کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے شیعوں کے اعمال ہر صبح اور شام ہم اماموں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں؟ پس اگر ہم ان کے اعمال میں کوئی کمی دیکھیں تو ہم خدا سے اس کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اگر ہم اس کے اچھے کام دیکھیں تو ہم خدا سے اس کی نیک جزاء کی دعا کرتے ہیں[1]۔

گناہگار جوان مگر محبّ امام رضا علیہ السلام

بزرگ محدث عماد الدین طبری لکھتے ہیں: ابراہیم بن ابی البلاد کہتے ہیں:

میرا ایک پڑوسی تھا کہ جو شراب پیتا تھا اور خدا جانتا ہے کہ وہ اور کون سے حرام کام انجام دیتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا چاہنے والا تھا۔

ایک دن میں نے اس کا واقعہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے بیان کیا تو آنحضرتؑ نے فرمایا:

یا اباسحاق؛ أما علمت أنّ ولیّ علیّ علیہ السلام **لم تزلّ له قدم إلاّ ویثبت له اُخری ؟**

اے ابواسحاق! کیا تم جانتے ہو کہ اگر علی علیہ السلام کے محبوں میں کسی کا ایک قدم لرز جائے تو اس کا دوسرا قدم استوار رہتا ہے؟

---

[1] منتہی الآمال: ۹۱۰۔

ابراہیم نے کہا: میں نے آنخضرتؑ کی خدمت سے اجازت لی تو امام رضا علیہ السلام نے ایک خط دیا کہ جس میں انہوں نے کچھ چیزوں کو ساٹھ دینار میں خریدنے کا حکم دیا تھا۔

میں نے خود سے کہا: خدا کی قسم! آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرے لئے کچھ لکھا ہو۔ کیونکہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور میرے خیال میں ان کی کوئی چیز (خمس وغیرہ) بھی میرے پاس نہیں تھی۔

رات ہوگئی تو دروازے پر کسی نے دستک دی۔ میں غور کیا تو کوئی شخص نشہ کی حالت میں مجھے بلا رہا ہے۔ میں دروازے کے پیچھے آیا اس نے کہا: باہر آؤ۔

میں نے کہا: رات کے اس وقت تمہیں مجھ سے کیا کام ہے اور تم کس لئے آئے ہو؟

اگرچہ وہ نشہ کی وجہ سے صحیح طرح بات بھی نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن اس نے کہا: اپنا ہاتھ باہر نکالو اور یہ تھیلی لے لو اور میرے مولا تک پہنچا دو تا کہ وہ جہاں چاہیں خرچ کریں۔

میں نے وہ تھیلی لے لی اور وہ چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں ساٹھ دینار ہی تھے۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ میرے مولا حضرت امام رضا علیہ السلام کے اسی فرمان کا مصداق ہے کہ جو انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت و دوستی کے بارے میں فرمایا تھا۔

میں نے وہ تمام چیزیں خرید لیں، جو حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے منگوائی تھیں اور خط کے نیچے اس پڑوسی کے برتاؤ کے بارے میں بھی لکھ کر آنخضرتؑ کے لئے بھیج دیا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے لکھا:

یہ انہیں موارد میں سے ہے [1]۔

---

[1] قطرہ ای از دریای فضائل اہل بیتؑ: ۶۸۳/۲، الثاقب فی المناقب سے نقل: ۴۹۳۔

اس واقعہ سے یہ استفادہ کیا جاتا ہے کہ ہر کام کی بنیاد اہلبیت علیہم السلام کی محبت اور ولایت ہے اور آخر میں یہ انہیں کے دوستوں اور ان کی ولایت کے پروانوں کی نجات کا باعث بنے گا۔ ایک گہنگار شخص کے تحفہ کو قبول کرنا، اس پر لطف و کرم اور مہربانی کی ایک دلیل ہے۔

ایسے واقعات امام رضا علیہ السلام کی اپنے شیعوں اور محبوں کے لئے شدید لطف و کرم اور مہربانی کی دلیل ہیں۔ اسی لئے آنحضرتؑ کے القاب میں سے ایک "امام رؤف" ہے۔

اب تک ہم نے ایسے مطالب بیان کئے تا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی ملکوتی بارگاہ میں زیارت سے شرفیاب ہونے والے اور حرم مطہر میں داخل ہونے والے یہ جان لیں کہ انسان ہر زمانے اور ہر وقت، بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے تک حتی کہ موت کے بعد اور اس دنیا سے جانے کے بعد بھی اہلبیت عصمت وطہارت علیہم السلام کے لطف و کرم، عنایات اور ان کے عظیم مقام ولایت کی پناہ میں آسکتا ہے۔

ہمیں رؤف امام حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر میں ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہئے اور اس بات سے آگاہ ہونا چاہئے کہ زیارت کے وقت ہم میں روحانی تبدیلی ایجاد ہونا ممکن ہے اور آنحضرتؑ کی ایک نگاہ کرم سے ہم خاک سے افلاک تک پہنچ سکتے ہیں۔

۲۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا لطف و کرم

حضرت امام مہدی علیہ السلام اس قدر زیادہ مہربان ہیں کہ ظہور کے زمانے میں ان کا لطف و کرم اور مہربانی شیعوں کے لئے ہی نہیں ہوگی بلکہ پوری کائنات میں ان کی مہربانی اور کرم عام ہوگا۔

مرحوم علّامہ مجلسی نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو آل محمد علیہم السلام کے انوار دکھائے اور ان سے فرمایا:

یہ تمہارا اور میری مخلوق میں سے ہر سعادت مند کا وسیلہ ہیں۔

پھر آدم علیہ السلام نے دیکھا:

فاذا بشبح فی آخرھم، یزھر فی ذلک الصفیح کما یزھر کوکب الصبح لأھل الدنیا. فقال اللّٰہ تبارک وتعالٰی: وبعبدي ھذا السعید افکّ عن عبادي الأغلال، وأضع عنھم الاصار، وأملأ أرضي بہ جناناً ورأفة وعدلاً کما ملئت من قبلہ قسوة وشقوة وجوراً۔[1]

چودہ معصومین میں سے آخری یعنی آنحضرتؑ (امام زمانہ ارواحنا فداہ) کو رات میں نور کی مانند دیکھا کہ جس طرح صبح کا ستارہ دنیا والوں پر چمکتا ہے۔

پھر خداوند تعالٰی نے (حضرت آدم علیہ السلام سے) فرمایا:

اس سعادت مند شخص کے وسیلہ سے میں بندوں سے طوق کو اتار دوں گا اور ان کی سختیوں اور مشکلات کو ختم کردوں گا، اور اس کے وسیلہ سے پوری روئے زمین کو شفقت ومہربانی اور عدل سے بھر دوں گا۔ جس طرح اس سے پہلے وہ قساوت، شقاوت اور ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

....

۱۔ بحار الانوار: ۳۱۲/۲۱، ۳۱۲/۲۶۔

اس بناء پر جس طرح خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ ظہور کے زمانے میں خدا امام زمانہ اروا حنا فداہ کے ذریعہ پوری دنیا میں غیبت کے زمانے میں موجود ظلم وستم اور برائیوں کو ختم کردے گا۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ وقت کے امام حضرت امام مہدی علیہ السلام (جو لطف وکرم اور مہربانیوں کا مظہر ہیں) کے ظہور میں تعجیل کی دعا کر کے اپنی اہم اور بنیادی ذمہ داری کو نبھائیں تا کہ انشاء اللہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آفاقی حکومت کے آنے سے ہم پوری دنیا میں آنحضرتؑ کے لطف وکرم کو دیکھ سکیں۔

ایک بہت اہم واقعہ یا حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دو عیسائی جوانوں پر مہربانی

ایک انتہائی اہم واقعہ نقل ہوا ہے جو حضرت امام رضا علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی رأفت ومہربانی اور لطف وکرم کو بیان کررہا ہے۔

ایک مورد اطمینان شخص نے کہا ہے کہ مشہد مقدس میں میری اپنے ایک دوست کے ہاں دو امریکی طالب علموں سے ملاقات ہوئی کہ وہ دونوں میاں بیوی تھے۔ان دونوں کے ساتھ ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ جسے انہوں نے میزبان کی فرمائش پر مجھ سے بھی بیان کیا۔

ان دونوں نے کہا: ہم دونوں جب امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے تو ہم خود میں کچھ کمی محسوس کررہے تھے۔

اس نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ مجھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ جگہ خالی

ہو۔پھر میں نے محسوس کیا کہ یہ کمی جنسی خواہشات کی وجہ سے ہےاور شادی کرنے اور بیوی کا انتخاب کرنے سے یہ خلاء پر ہوسکتا ہے۔لہذا ہم دونوں نے اردہ کرلیا کہ ہم شادی کرلیں گے۔لیکن شادی کے بعد بھی یہ خلاء پر نہ ہوسکا اور میں پہلے کی طرح ہی خود میں یہ کمی محسوس کرتا تھا۔میں اس مسئلہ سے بہت پریشان تھا۔لیکن چونکہ میں اپنی بیوی کو بہت چاہتا تھا،لہذا میں ظاہراً اس کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار نہیں کرتا تھا۔لیکن کبھی تو مجھ میں اس سے بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ایک دن میں نے اس سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اگر کبھی تم دیکھو کہ میں کچھ پریشان ہوں اور تم سے دوری کررہاہوں تو یہ نہ سوچنا کہ میں تمہیں نہیں چاہتاہوں۔بلکہ مجھے یہ پریشانی اس وقت سے ہے کہ جب میں یونیورسٹی میں پڑھتا تھااور اب تک ختم نہیں ہوسکی جس کی وجہ سے میں کبھی اسی پریشانی میں مبتلاہوجاتا ہوں۔

میری بیوی نے کہا:اتفاق سے میری بھی یہ ہی حالت ہے۔مجھےایسالگا کہ ہم دونوں میں یہ احساس مشترک ہے۔لہذا ہم نے اس پریشانی کو ختم کرنے کاارادہ کرلیا۔پہلے ہم میں یہ طے پایا کہ ہم اپنا بیشتر وقت کلیسا میں گزاریں گےاور معنوی مسائل کی طرف زیادہ توجہ کریں گے کہ شایداس طرح ہم اس پریشانی سے نجات حاصل کرسکیں۔

ہم نے کلیسا اور معنوی امور میں زیادہ وقت گزارنا شروع کردیااوراس بارے میں کچھ کتابیں بھی پڑھنے لگے۔لیکن اس کے باوجود بھی وہ معنوی پیاس نہ بجھ سکی۔

ہم نے سب سن رکھا تھا کہ مشرقی مما لک جیسے چین اور ہندوستان میں کچھ مذاہب ہیں کہ جو لوگوں کی ریاضت وغیرہ کے ذریعہ حقیقت تک پہنچنے میں مدد کرتے ہیں۔ہم نے ان مما لک میں جانے کا ارادہ کرلیا۔چونکہ چین دوسرے مشرقی مما لک کی بنسبت امریکہ سے

زیادہ قریب تھا۔اس لئے ہم نے پہلے چین کا سفر کیا۔چین میں ہم نے امریکی سفارت کے عہدے داروں سے چاہا کہ وہ ہمیں ایسے افراد کے بارے میں بتائیں کہ جو معنوی مسائل کی طرف راہنمائی کرتے ہیں ۔انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں بتایا کہ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ چین میں مذہبی روحانیوں کے سربراہ اوراس ملک کی مشہور مذہبی شخصیت ہیں۔

سفارت کی مدد سے ہم ان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور کچھ عرصہ تک اس کی مدد سے ریاضت میں مشغول رہے۔لیکن ہماری معنوی کمی پوری نہ ہو سکی۔

چین سے ہم تبت چلے گئے ۔وہاں ہمالیہ کی چوٹیوں پر کچھ عبادت گاہیں تھیں کہ جہاں بعض لوگ عبادت و ریاضت میں مشغول تھے۔انہوں نے ہمیں اجازت دی کہ ہم کسی ایک عبادت گاہ میں جا کر کچھ مدت تک ریاضت انجام دیں۔

ہم نے وہاں جو ریاضت انجام دیں،انہیں برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔چالیس دن تک ہم ایک تختہ پر سوئے تھے کہ جس پر تیز نوکیلی کیلیں لگی ہوئیں تھیں ۔کچھ مدت ریاضت اور عبادت میں گزارنے کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ ہماری اندرونی اور معنوی تشنگی اب بھی باقی ہے۔

وہاں سے ہم ہندوستان چلے گئے اور وہاں متعدد عاملوں سے رابطہ کیا اور ایک مدت تک وہاں بھی ریاضت میں مشغول رہے ۔لیکن کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا اور ہمیں مایوسی ہوئی ۔

آخر میں ہم میں اس خیال نے جنم لیا کہ کائنات میں اصلاً کوئی ایسی حقیقت موجود نہیں ہے کہ جو ہمارے اندرونی خلاء کو پر کر سکے ۔

ہم نے ناامیدی کے عالم میں ایشیا سے یورپ اور پھر وہاں سے امریکہ جانے کا ارادہ کرلیا۔ہم ہندوستان سے پاکستان اور براستہ افغانستان ،ایران آئے ۔سب سے پہلے ہم مشہد میں داخل ہوئے ہم نے اس شہر کو بہت عجیب پایا کہ جس کا کوئی نمونہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔شہر کے وسط میں ہم نے ایک باعظمت سنہری گنبد دیکھا کہ جس میں اکثر لوگوں کی آمدورفت تھی۔

میں نے پوچھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور یہ لوگ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟

انہوں نے کہا: یہ لوگ مسلمان ہیں اور ان کی مذہبی کتاب قرآن ہے اور یہاں ان کے ایک مذہبی رہبر دفن ہیں کہ جنہیں یہ امام کہتے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ امام کون ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟

انہوں نے کہا: وہ انسان کامل ہیں کہ جو عالی ترین انسانی کمال رکھتے ہیں اور اس مقام کی وجہ سے ان کی موت نہیں ہوتی بلکہ دنیا سے ظاہر رخت سفر باندھ لینے کے بعد بھی وہ زندہ ہوتے ہیں۔

مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے امام کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور ان سے ادب واحترام سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اور امام بھی ان کی حاجات پوری کرتے ہیں۔

میں نے کہا: میرے لئے قرآن کا اہم حصہ بیان کریں۔

انہوں نے کہا: قرآن کی ایک آیت میں آیا ہے کہ ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔

یہ باتیں میرے لئے ایک معما بن کر رہ گئیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کا امام اس

دنیا سے جاچکا ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ انہیں زندہ سمجھتے ہیں۔اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہر چیز حتی پہاڑ، درخت وغیرہ بھی خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا یقین نہ ہوا اور ہم نے یہ سب دیکھنے کے لئے حرم رضوی میں جانے کا ارادہ کرلیا۔حرم کا ایک خادم جب ہماری طرف متوجہ ہوا کہ ہم غیر مسلم ہیں تو اس نے ہمیں صحن سے جانے سے روکا اور کہا کہ غیر مسلم کا حرم میں جانا ممنوع ہے۔

ہم نے کہا کہ ہم دنیا کے کئی ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے یہاں آئے ہیں اور کئی مقدس مقامات پر گئے ہیں۔لیکن کسی نے ہم سے یہ نہیں کہ غیر مسلم کا حرم میں جانا ممنوع ہے۔لیکن آپ ہمیں اندر جانے سے کیوں روک رہے ہیں؟ ہمارا مقصد صرف اس جگہ کو دیکھنا ہے اور ہمارا کوئی برا ارادہ نہیں ہے۔ہم نے جتنا اصرار کیا، اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ہم ناامید ہو کر وہاں سے دور ہو گئے اور اسی حالت میں ہم ایک ہوٹل کے سامنے بیٹھ گئے۔

کچھ دیر تک ہم یہ ہی سوچتے رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حقیقی دنیا یہاں ہی ہو۔لیکن ہم اسے نہ پہچان پائیں؟ اگر یہاں کچھ ہے اور یہ ہمیں یہاں جانے کی اجازت نہ دیں تو یہ بہت ناامیدی کا باعث ہوگا کہ ہم اتنی زحمتیں برداشت کرنے کے باوجود بھی حقیقت تک نہ پہنچ پائیں۔میں بے اختیار رونے لگا اور کافی دیر تک روتا رہا۔

اچانک میرے ذہن میں آیا کہ یہاں مدفون شخص امام اور انسان کامل ہے اور یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یا پھر یہ جھوٹ کہتے ہیں اور یہ انسان کامل نہیں ہے؛ اگر وہ سچ کہہ رہے ہیں اور وہ واقعاً زندہ ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ ہم کس چیز کے لئے یہاں آئے

ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے۔لہذا انہیں ہمیں یہاں سے لے کر جانا ہوگا اور اگر یہ جھوٹ بول رہے ہیں تو ہمیں یہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور میں خود کو تسلی دے رہا تھا اور ایک شخص نے میری طرف ہاتھ بڑھایا کہ جو کچھ آئینے، تسبیح اور سجدہ گاہ فروخت کر رہا تھا۔وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے ہمارے اپنے شہر کے لہجہ میں انگلش میں کہا کہ تم کیوں پریشان ہو؟

میں نے سر اٹھایا اور سارا واقعہ اس کو بتایا کہ ہم نے حقیقت کی تلاش میں کئی ملکوں کا سفر کیا ہے اور کئی سال ریاضت کی ہے اور اب جب ہم یہاں آئے ہیں تو یہ ہمیں حرم میں نہیں جانے دے رہے۔اس نے کہا کہ تم پریشان نہ ہو اور جاؤ اب یہ تمہیں جانے دیں گے۔

میں نے کہا: ہم ابھی گئے تھے لیکن انہوں نے ہمیں نہیں جانے دیا۔

اس نے کہا: اس وقت انہیں اجازت نہیں تھی۔میں نے اس وقت یہ نہ سوچا کہ ہاتھ میں کچھ چیزیں لے کر بیچنے والا یہ شخص کس طرح میرے ساتھ ہمارے لہجہ ہی میں انگلش میں بات کر رہا ہے اور اسے کس طرح معلوم ہوا کہ مجھے پہلے حرم کے خادموں نے اندر جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اب انہیں اس کی اجازت ہے اور میں نے کیوں اپنے دل کا راز اس کے سامنے بیان کر دیا؟

آخر کار ہم دوبارہ حرم کی طرف گئے اور جب ہم صحن میں داخل ہوئے تو خادم نے ہمیں اندر جانے سے نہیں روکا۔ہم نے سوچا کہ شاید اس نے ہمیں نہیں دیکھا۔ہم واپس پلٹے اور ہم نے اس کی طرف دیکھا لیکن اس نے کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔

ہم صحن میں داخل ہوئے اور برآمدے تک چلے گئے کہ ہم نے دیکھا کہ حرم میں بہت

زیادہ لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہو گئے۔لوگوں کا ہجوم ہمیں کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف دھکیل رہا تھا۔یہاں تک کہ ہم حرم کے دروازے تک پہنچ گئے۔اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اردگرد خالی جگہ ہے اور میں جس قدر آگے بڑھتا گیا مجھے راستہ ملتا گیا اور مجھے تنہائی کا احساس ہونے لگا، میں بغیر کسی زحمت اور پریشانی کے ضریح مقدس تک پہنچ گیا۔پھر میں نے دیکھا کہ ضریح کے اندر کوئی شخص کھڑا ہے۔میں نے بے اختیار سلام کیا اور انہوں نے مسکرا کر میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟

میرے ذہن میں پہلے جو کچھ تھا وہ سب نکل گیا اور میں نے جتنی کوشش کی کہ کچھ کہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں لیکن میرے ذہن میں کچھ نہ آیا۔میرے ذہن میں صرف ایک ہی بات آئی۔جسے میں نے آنحضرتؑ کے حضور میں بیان کیا کہ میں نے سنا ہے کہ تمام موجودات خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔جب میں نے یہ کہا تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں یہ دکھا دوں گا۔

پھر میں بے اختیار حرم سے باہر نکلا اور پھر مجھے محسوس ہو کہ میرے اردگرد خلوت ہے اور کوئی مزاحم نہیں ہو رہا۔میں نے خدا حافظی کی اور حرم سے باہر نکل آیا لیکن میں مبہوت ہو کر رہ گیا تھا۔

جب میں حرم سے نکل کر صحن میں آیا تو میں ایک ایسی حالت میں تھا کہ میں نے سنا کہ جو کچھ بھی میرے متعلق ہے جیسے در و دیوار، درخت زمین آسمان سب خدا کی تسبیح کر رہے ہیں۔

یہ سب دیکھ کر مجھے کچھ سمجھ نہ آیا اور بے ہوش ہر کر زمین پر گر پڑا۔ہوش میں آنے کے بعد میں نے دیکھا کہ میں ایک کمرے میں تختہ پر پڑا ہوں اور کچھ لوگ میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار رہے ہیں تا کہ میں ہوش میں آجاؤں۔

اس واقعہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ دنیا میں حقیقی عالم بھی موجود ہے اور وہ حقیقت یہاں ہی ہے۔انسان اس مقام تک بھی پہنچ سکتا کہ جب اس کے لئے موت اور زندگی یکساں ہو جائے۔اسی طرح مجھے یقین ہوگیا کہ قرآن سچ کہہ رہا کہ ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔

اس واقعہ سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اگر چہ دنیا ماڈیات میں غرق ہو چکی ہے۔لیکن اگر وہ اس سے منہ موڑ کو دل سے حقیقت اور راہ ہدایت تک پہنچنے کی کوشش کریں تو رہبران الٰہی ان کی دستگیری کریں گے۔جس طرح اس واقعہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے دو عیسائی لوگوں کی راہ راست کی طرف ہدایت کی۔

جی ہاں! اگر انسان سچے دل سے راہ تلاش کرے تو اگر چہ وہ کچھ دن تک بھٹکتا رہے لیکن آخر میں اسے حقیقی راہ مل ہی جائے گی۔

اطمینان اور یقین سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اب تک آپ جو کچھ پڑھ چکے ہیں، اگر آپ نے اس پر توجہ کی ہو تو اس سے آپ کی سوچ و فکر میں مثبت تاثیر پیدا ہوئی ہو گی۔

اس بناء پر جہاں تک ہو سکے زیارت کرتے وقت زیادہ توجہ کریں اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے مقام کی عظمت کو ذہن میں رکھیں کہ وہ خدا کی طرف سے ولایت رکھتے ہیں اور زمین اور کہکشانوں تک ہر چیز پر خدا کی حجت ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کے مقدس حرم میں گزارے گئے لمحات کو غنیمت سمجھیں اور جان لیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی آپ سے کیا توقعات ہیں۔حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آفاقی حکومت کے جلد قیام کے لئے دعا کر کے اپنے اوّلین فریضہ کو ادا کریں اور اپنے لئے حضرت امام رضا علیہ السلام کے لطف و کرم کو اور زیادہ کریں۔

میں خداوند بزرگ ومہربان سے دعا گو ہوں کہ اس کاوش کو قبول اور مؤثر فرمائے، اور رؤف امام حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام اور حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ عفو کے وسیلہ سے ہم پر لطف وکرم فرمائے اور اگر اس کتاب کی تألیف سے ثواب ہوا ہو تو اسے شفیعہ روز جزاء، اخت الرضا، کریمۂ اہلبیت، حضرت فاطمۂ معصومہ سلام اللہ علیہا کے حضور میں ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

ملتمس دعا
سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

فہرست مطالب

انتساب ۵
حرف مترجم ۷
اعداد وارقام کے تناظر میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا حرم ۷
دو زیارت اور دو حرم ۸
موالید ثلاثہ ۹
ضریح کے چار گوشے ۱۱
انسان کے پانچ گنج ۱۲
قصر بادشاہی سے برتر ۱۳
قبلۂ ہفتم ۱۴
آٹھویں امام ۱۶
نوفلک ۱۶
دسویں معصوم ۱۷
گیارہ تابناک ستارے ۱۷
بارہویں امام ۱۷

تیرہ بار ہدایت اور رحمت ۱۸
چودہ معصومین علیہم السلام ۱۸
حرم کے بارے میں الف با اور آداب زیارت ۱۹
کچھ دیگر نکات ۲۶
دشمن اہلبیت کی وعدہ خلافی کے بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا فرمان ۲۸
حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں بم دھما کہ ۲۹
کیا آپ حرم میں بم دھما کہ کرنے والوں کو پہچانتے ہیں؟ ۳۱
افراد کو پہچاننے کے سلسلہ میں امام رضا علیہ السلام کی راہنمائی ۳۹
منافق دوست ۴۲
حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام میں آپ کے حرم کی عظمت ۴۲
اہلبیتؑ سے توسل ۴۵
ائمہ اطہار علیہم السلام کے حرم میں نماز پڑھنے کی فضیلت ۴۷
نجف، کربلا اور طوس کی فضیلت ۴۸
حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم میں دعا ۴۹
آٹھویں امامؑ کی زیارت کے ثواب کے بارے میں معصومینؑ سے منقول آٹھ روایات ۵۲
پہلی روایت ۵۲
دوسری روایت ۵۳
تیسری روایت ۵۳

چوتھی روایت ۵۴
پانچویں روایت ۵۵
چھٹی روایت ۵۶
ساتویں روایت ۵۷
آٹھویں روایت ۵۸
آٹھویں امامؑ کی زیارت کے ثواب کے بارے میں آپ سے منقول آٹھ روایات ۵۸
پہلی روایت ۵۸
دوسری روایت ۵۹
تیسری روایت ۶۱
چوتھی روایت ۶۲
پانچویں روایت ۶۲
چھٹی روایت ۶۳
ساتویں روایت ۶۵
آٹھویں روایت ۶۶
کن کی زیارت قبول ہوگی؟ ۶۷
حضرت امام رضا علیہ السلام کے اخلاق وکردار کی ایک جھلک ۷۲
حضرت امام رضا علیہ السلام کا تحفہ ۷۴
حضرت امام رضاؑ کا ضرورتمندوں کے لئے درس اور دولتمندوں کو ہوشیار کرنا ۷۶

حضرت امام رضا علیہ السلام کا اپنے دوستوں کو سلام اور پیغام.................۷۷
حضرت امام رضا علیہ السلام کے خدمت گزار.................................۷۸
حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں باایمان بچہ.......................۸۱
اس روایت کے اہم نکات...۸۴
ایک اہم اخلاقی بحث..۸۵
تنہائی کی موت بہتر ہے یا اجتماعی حیات؟.....................................۸۶
حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں دعبل کے اشعار....................۸۹
حضرت امام رضا علیہ السلام کا امام زمانہ ارواحنا فداہ کے لئے گریہ کرنا............۹۰
حضرت امام رضا علیہ السلام اور اہل زمین وآسمان کا امام زمانہؑ کے لئے گریہ....۹۳
حضرت امام رضا علیہ السلام کی امام زمانہؑ کے لئے دعا...........................۹۴
حضرت امام رضا علیہ السلام کا امام مہدی علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کا حکم......۹۵
حضرت امام رضاؑ اور حضرت امام مہدیؑ کے درمیان دو مشترک خصوصیات....۱۰۰
دلیل وبرہان قائم کرنے کی بحث...۱۰۱
حضرت امام رضا علیہ السلام اور دلیل وبرہان قائم کرنا............................۱۰۱
حضرت امام رضا علیہ السلام کا اس زمانے کے بزرگ دانشوروں کے ساتھ بحث کا ایک اور نمونہ......۱۰۹
حضرت امام رضاؑ کا اس زمانے کے بزرگ دانشوروں کے ساتھ بحث کا ایک اور نمونہ...۱۲۳
امام مہدی علیہ السلام کا دلیل وبرہان قائم کرنا.......................................۱۲۴
ایک شیعہ کا جنازہ اور حضرت امام رضا علیہ السلام...............................۱۲۵

گناہگار جوان مگر محبّ امام رضا علیہ السلام.................................۱۲۶
ایک بہت اہم واقعہ...۱۳۰

....